اعلیٰ حضرت
کے 5 صاحبزادگانِ نسبتی

مؤلف مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی

پیشکش مجلس ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“

اعلیٰ حضرت کے پانچ داماد اور ان کی اولاد کا تذکرہ

اعلیٰ حضرت کے پانچ صاحبزادگانِ نسبتی

مصنف

رکن شوریٰ مولانا ابو ماجد محمد شاہد مدنی عطاری

مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ (دعوتِ اسلامی)

www.dawateislami.net

کتاب پڑھنے کی دعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دعا پڑھ لیجیے،
اِن شاءَ اللہ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا:

دعا

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَکَ وَانْشُرْ عَلَیْنَا
رَحْمَتَکَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

(مستطرف، 1/40، دارالفکر بیروت)

(اول آخر ایک بار درود شریف پڑھ لیجیے)

نام کتاب : اعلیٰ حضرت کے پانچ صاحبزادگانِ نسبتی

مؤلف : رکن شوریٰ مولانا ابو ماجد محمد شاہد مدنی عطاری

صفحات : 86

اشاعتِ اول: اپریل 2026

مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ (دعوتِ اسلامی)

فہرست

عنوان	#
فہرست	3
اعلیٰ حضرت کے پانچ صاحبزادگانِ نسبتی	6
(1)حاجی شاہد علی خان	12
(1)خاندان اعلیٰ حضرت کی سالانہ محفل میلاد میں حصہ	12
(2)صدر الشریعہ کی حج سے واپسی پر ہونے والی محفل میں شرکت	14
اعلیٰ حضرت کی نواسی کنیز زہرہ عزو صاحبہ	16
(1)افتخار علی خان	17
(2)مختار علی خان	18
(3)سرشار علی خان سجاد بریلوی	18
(4)انیس بیگم	19
(5)زاہدہ بیگم	19
(6)نجمہ بیگم	19
(2)مولانا حکیم حسنین رضا خان	20
پیدائش	21
تعلیم وتربیت	21
بیعت کا شرف	22
حسن وجمال کے پیکر	23
فن طب میں مہارت	23
حج بیت اللہ کی سعادت	24
زمین داری اور اشاعتی امور	24
کنیزِ حسنین منجھلی بیگم کا وصال اور اولاد	25
اعلیٰ حضرت کے تین نواسوں کا تذکرہ	27
(1)مولانا مرتضیٰ رضا خان؛ غوثی میاں	27
(2)مولانا ادریس رضا خان لالہ میاں	28
(3)مولانا جرجیس رضا خان	29
دوسرا نکاح اور ان سے اولاد	30
پاکستان ہجرت اور وفات	30

www.dawateislami.net

حجۃ الاسلام کے نواسے اور نواسی کا ذکرِ خیر	31
(1)مولانا یونس رضا خان	32
(2)غوثیہ بیگم	32
(3)مولانا حسنین رضا خان	35
پیدائش و خاندان	35
تعلیم و تربیت	36
بیعت و خلافت	39
درس و تدریس	40
اعلیٰ حضرت کا اعتمادِ کلی	42
قومی اور ملی خدمات	43
اخلاقِ حسنہ اور خدمتِ خلق	44
حسنی پریس کا قیام اور ماہنامہ الرضا کی اشاعت	46
کتب و رسائل	47
وفات و تدفین	48
شادی اور اولاد	49
اعلیٰ حضرت کی نواسی شمیم فاطمہ کا ذکرِ خیر	49
دوسری شادی	50
مولانا سبطین رضا خان	51
مولانا تحسین رضا خان	53
مولانا حبیب رضا خان	56
(4)حمید اللہ خان	58
اعلیٰ حضرت کی نواسی نواسے کا تذکرہ	61
صاحبزادی رفعت جہاں بیگم	61
عتیق اللہ خان اُمید رضوی	61
چند منتخب کلام	65
(5)مجید اللہ خان	67
اعلیٰ حضرت کے 3 نواسوں اور 2 نواسیوں کا تذکرہ	69
حاجی شہید اللہ خان رئیس میاں	69
حاجی شہید اللہ خان رئیس میاں کی اولاد	72
حاجی نعیم اللہ خان نوری	72
مولانا عظیم اللہ خان	73
محمد اللہ عرف محسن رضا خان	73
فہیم رضا خان	73

www.dawateislami.net

نگار فاطمہ	73	مجتبائی بیگم	78
وقار فاطمہ	74	مقتدائی بیگم	79
عفت جمال	74	مولانا سید عبد العزیز قادری کی اولاد	81
فرح جمال	74	مقتدائی بیگم کی اولاد	83
حاجی سعید اللہ خان سعید میاں	74	ماخذ و مراجع	85
فرید اللہ خان؛ فرید میاں	77		

www.dawateislami.net

اعلیٰ حضرت کے پانچ صاحبزادگانِ نسبتی

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علامہ امام احمد رضا خان حافظ قرآن، پچاس سے زیادہ جدید وقدیم علوم کے ماہر، فقیہ اسلام، محدث وقت، مصلح امت، نعت گو شاعر، سلسلہ قادریہ کے عظیم شیخ طریقت، تقریباً ایک ہزار کتب کے مصنف، مرجع علمائے عرب وعجم، استاذ الفقہاء والمحدثین، شیخ الاسلام والمسلمین، مجتہد فی المسائل اور چودھویں صدی کی مؤثر ترین شخصیت کے مالک تھے۔

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، فتاویٰ رضویہ (33 جلدیں)، جد الممتار علی رد المحتار (7 جلدیں، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی) اور حدائق بخشش آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ آپ کی ولادت 10 شوال 1272ھ مطابق 6 جون 1856ء اور وصال 25 صفر 1340ھ مطابق 28 اکتوبر 1921ء کو ہوا۔ مزار خانقاہ رضویہ محلہ سوداگران بریلی شریف، اتر پردیش، ہند میں منبع فیوض وبرکات ہے۔[1]

اعلیٰ حضرت کی شادی شیخ فضل حسین عثمانی[2] کی صاحبزادی محترمہ ارشاد بیگم

---

1. حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص 1، 11... تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ برکاتیہ، 282، 301
2. خسر اعلیٰ حضرت شیخ فضل حسین عثمانی صاحب بریلی کے باشندے اور شیخ عثمانی خاندان کے چشم وچراغ تھے، آپ کے والد گرامی شیخ احمد حسین عثمانی اور بھائی شیخ فرمان علی عثمانی اور شیخ اولاد حسین عثمانی تھے۔ آپ ملازمت کے سلسلے میں ریاست رامپور منتقل ہو گئے۔ وہاں آپ ریاستی محکمہ ڈاک خانہ کے افسر اور نواب آف رامپور کلب علی خان کے ہاں معزز تھے، آپ کی شادی خاندان اعلیٰ حضرت میں ہوئی، آپ کی اہلیہ یاقوتی جان بیگم بنت غلام فرید خان بن غلام دستگیر خان بن مکرم خان بن سعادت یار

(باقی اگلے صفحہ پر)

www.dawateislami.net

سے 1291ھ میں ہوئی۔ محسن ارشاد بیگم کی والدہ یاقوتی جان جد اعلیٰ حضرت محمد اعظم خان کے بھائی شہزادہ مکرم خان بن سعادت یارخان کے پوتے غلام فرید خان بن غلام دستگیر خان کی صاحبزادی ہیں۔ یوں یہ اعلیٰ حضرت کی رشتے کی پھوپھی زاد بہن ہیں۔[1]

اللہ پاک نے اعلیٰ حضرت کو تین بیٹوں حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان[2]، مفتیِ اعظم

خان ہیں۔ آپ کی پانچ بیٹیاں ارشاد بیگم (زوجہ اعلیٰ حضرت)، قرآت اللہ بیگم (والدہ سرحدی بیگم و چھٹن بیگم)، شمشاد بیگم (والدہ قدرت اللہ خاں)، امجدی بیگم اور ایک بیٹے مولانا امجد رضا عرف ماموں میاں صاحب تھے۔ مولانا امجد رضا صاحب کے بیٹے مشہد رضا اور بیٹی ناصرہ ہیں۔
(حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص20، 21، 33، 59، 135)

❶ حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص 21

❷ حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان کی پیدائش ربیع الاول 1292ھ مطابق 1875ء کو ہوئی اور 17 جمادی الاولیٰ 1362ھ مطابق 22 مئی 1943ء میں وصال فرمایا۔ مزار شریف خانقاہِ رضویہ بریلی شریف ہند میں ہے۔ جید عالمِ دین، تلمیذ و خلیفۂ اعلیٰ حضرت، تربیتِ اعلیٰ حضرت کے شاہکار، حسنِ ظاہری و باطنی سے متصف، جامع اوصاف و کمالات، مفتیِ اسلام، مسندِ دار الافتاء بریلی شریف پر فائز، سلسلۂ قادریہ رضویہ کے چالیسویں شیخ طریقت، صاحبِ استقامت و کرامات، مرجع عوام وخواص، صاحبِ فتاویٰ حامدیہ، 14 کتب ورسائل کے مصنف، نعت گو شاعر، عربی واردو ادب کے ماہر، صاحبِ نعتیہ دیوان بیاضِ پاک اور مہتمم دار العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف تھے۔ حجۃ الاسلام کی بیعت و خلافت سند العارفین حضرت سید ابو الحسین احمد نوری مارہروی سے تھی۔ 1333ھ میں والدِ گرامی امام احمد رضا سے بھی خلافت و اجازت حاصل ہوئی اور خانقاہِ رضویہ کے متولی و سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ آپ باوقار، وجیہ اور خوبصورت انسان تھے۔ گفتگو کا انداز پر جوش، دلنشین اور پر مغز تھا۔ آپ سخن فہم و سخن سنج تھے۔ آپ کے دو بیٹے مولانا ابراہیم رضا خان، مولانا حماد رضا خان اور چار بیٹیاں ام کلثوم، کنیز صغری، رابعہ اور سلمیٰ ہیں۔
(ذکرِ جمیل، ص106 تا 112... فتاویٰ حامدیہ، ص79... تذکرۂ نعت گویان بریلی، ص51)

www.dawateislami.net

ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان[1] اور صاحبزادہ محمود رضا خان (جو بچپن میں انتقال کر گئے) اور پانچ بیٹیوں مصطفائی بیگم، کنیز حسن، کنیز حسین، کنیز حسنین اور مرتضائی بیگم سے نوازا۔[2]

اعلیٰ حضرت نے اپنی ساری اولاد کی تربیت اسلامی اصولوں کے مطابق فرمائی۔ بڑے صاحبزادے حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان کو توبذاتِ خود پڑھایا، اس سلسلے میں کسی قسم کی رورعایت نہ فرمائی، چنانچہ مبلغ اسلام علامہ ابراہیم خوشتر رضوی تحریر فرماتے ہیں: امام احمد رضا کبھی کبھی اپنے صاحبزادے پر تادیباً سختی بھی فرماتے یہاں تک کہ دادی کا پیار آڑے آجاتا اور اس مرحلہ میں خود امام احمد رضا اپنی والدۂ محترمہ کے حضور جھک کر بصد سعادت ان کی ساری سختی برداشت کر لیتے۔[3]

---

1. مفتیِ اعظم ہند، حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد مصطفےٰ رضا خان نوری رضوی رحمۃ اللہِ علیہ کی ولادت 22 ذوالحجہ 1310ھ مطابق 7 جولائی 1893ء کو رضا نگر محلّہ سوداگران بریلی (یوپی، ہند) میں ہوئی اور یہیں 14 محرّمُ الحرام 1402ھ / 13 نومبر 1981ء میں وصال فرمایا اور بریلی شریف میں والدِ گرامی امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ فاضل دار العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، جملہ علوم و فنون کے ماہر، جید عالم، مصنفِ کتب، مفتی و شاعرِ اسلام، شہرۂ آفاق شیخ طریقت، مرجعِ علما و مشائخ و عوامِ اہلِ سنّت تھے۔ 39 تصانیف و تالیفات میں سامانِ بخشش اور المکرمۃ النبویۃ فی الفتاوی المصطفویۃ المعروف فتاویٰ مفتیِ اعظم مشہور ہیں (یہ چھ جلدوں پر مشتمل ہے جس میں پانچ سو فتاویٰ اور 22 رسائل ہیں)۔ آپ کا نکاح چھوٹے چچا جان مولانا محمد رضا خان کی صاحبزادی فاطمہ بیگم سے ہوا، آپ کے ایک صاحبزادے محمد انور رضا خان (بچپن میں وصال کر گئے) اور چھ بیٹیاں نگار فاطمہ، انوار فاطمہ، برکاتی بیگم، رابعہ بیگم، ہاجرہ بیگم اور شاکرہ بیگم ہیں۔
(جہانِ مفتیِ اعظم، ص64تا130...حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص19)

2. حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص17تا20

3. تذکرۂ جمیل (احوال شاہ حامد رضا)، ص110

www.dawateislami.net

اعلیٰ حضرت نے اپنے تمام بھائیوں، بیٹوں اور بیٹیوں کو سجادہ نشین خانقاہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف حضرت مولانا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی[1] رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کروایا تھا۔[2]

اعلیٰ حضرت نے اپنے تمام اوقات دینی خدمت کے لیے وقف کر دیئے تھے، ان کی تمام تر توجہ فتاویٰ نویسی، تصنیف کتب اوراعلائے کلمۃ الحق کی جانب تھی، آپ کے منجھلے بھائی استاذ زمن مولانا حسن رضا خان عالم، شاعر، مصنف ہونے کے ساتھ اعلیٰ درجے کے منتظم بھی تھے۔ آپ دینی مؤقف وجدوجہد میں نہ صرف اپنے بڑے بھائی اعلیٰ حضرت سے کامل متفق تھے بلکہ ان کے ساتھ دامے درمے قدمے سخنے یعنی روپے پیسے، بھاگ دوڑ، بات چیت وغیرہ ہر طرح سے تعاون کرتے تھے۔

اعلیٰ حضرت کے گھریلو کام کاج، کھیتی باڑی وجاگیر اور مدرسہ اہل سنت منظر اسلام بریلی[3] کے تمام انتظامی معاملات کو بھی خوب نبھایا کرتے۔ جس کا اندازہ اس واقعے سے

---

1. سِراجُ العَارِفین حضرت مولانا سیّد ابوالْحسین احمد نُوری رحمۃُ اللہِ علیہ عالِمِ دین، شیخِ طریقت اور صاحِبِ تصانیف ہیں۔ 1255ھ میں پیدا ہوئے اور 11 رجب 1324ھ میں وِصال فرمایا۔ مزارِ پُراَنوار مارہرہ مطہرہ (ضلع ایٹہ یوپی) ہِند میں ہے۔ **سراج العوارف فی الوصایا والمعارف** آپ کی اہم کتاب ہے۔ (تذکرۂ نوری، ص146، 275، 218)
2. تذکرۂ جمیل (احوال شاہ حامد رضا)، ص272، 275...ماہنامہ پیغام شریعت، ستمبر2017، ص14
3. مدرسہ اہل سنت وجماعت منظر اسلام بریلی شریف کا آغاز اعلیٰ حضرت نے یکم محرام الحرام 1322ھ مطابق 19 مارچ 1905ء بروز شنبہ کو جناب تحصیل دار رحیم یار خاں صاحب رئیس اعظم بریلی کے مکان پر دو طلبہ مولانا ظفر الدین بہاری اور مولانا سید عبد الرشید عظیم آبادی کو درسِ بخاری سے

(باقی اگلے صفحہ پر)

www.dawateislami.net

لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت کی دو بیٹیوں کی رخصتی کا معاملہ آیا اور استاذِ زمن نے اعلیٰ حضرت سے تاریخ مقرر کرنے کی عرض کی کہ سمدھی حاجی احمد اللہ خان صاحب کی جانب سے رخصتی کا تقاضا آیا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے انتظامات کے بارے میں دریافت فرمایا تو آپ نے عرض کیا کہ تمام انتظامات مکمل ہو چکے ہیں، بھابھی یعنی اپنی زوجہ ارشاد بیگم سے پوچھ لیجئے، جب ان سے دریافت فرمایا تو بی بی صاحبہ نے بتایا کہ ہمارے پاس تو مسالے بھی تیار رکھے ہیں، دونوں کے جہیز مکمل ہو گئے ہیں، برات میں کھانے والے کا کل سامان مہیا ہو چکا ہے۔ صرف تاریخ مقرر کرنے کی دیر ہے۔

یہ سن کر خوشی سے اعلیٰ حضرت کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا: حسن میاں! تم نے مجھے دنیا سے بالکل بے نیاز کر دیا۔ میری بیٹیوں کی شادیاں ہیں، مَیں باپ ہوتے ہوئے بالکل بے خبر اور آزاد بیٹھا ہوں، تم نے مجھے سوچنے کی بھی زحمت نہ دی کہ جہیز میں کیا دیا جائے گا اور وہ کہاں کہاں سے فراہم ہو گا، برات میں کیا کیا کھانے دیئے جائیں گے۔ حسن میاں! جو کچھ مَیں دین کی خدمت کر رہا ہوں، اس کے اجر میں باذن اللہ تم بھی حصہ دار

فرمایا۔ اس کے پہلے مہتمم استاذِ زمن مولانا حسن رضا خان اور تلمیذِ رئیس المتکلمین مولانا سیّد امیر احمد ان کے معاون مقرر ہوئے۔ استاذِ زمن کا انتقال 1326ھ مطابق 1908ء میں ہوا تو اعلیٰ حضرت کے بڑے بیٹے حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان نے اس کا نظام سنبھالا۔ یہ مدرسہ ترقی کرتے کرتے دار العلوم منظرِ اسلام بن گیا جس سے ہزاروں علما و مشائخ فارغ التحصیل ہو کر دینِ متین کی خدمت میں مصروفِ عمل ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ (سالنامہ معارف رضا، جولائی تا ستمبر، 2001... صد سالہ جشن دار العلوم منظر اسلام بریلی نمبر، ص81... سیرت اعلیٰ حضرت، ص130)

www.dawateislami.net

ہو، اس لیے کہ تمہیں نے مجھے دینی خدمات کے لیے دنیا سے آزاد کر دیا ہے، اس پر مولانا حسن رضا خان بھی رو پڑے، قدرے سکون کے بعد تاریخ بھی مقرر فرمادی۔[1]

اعلیٰ حضرت نے

- اپنی بیٹی مصطفائی بیگم کا نکاح اپنے بھانجے حاجی شاہد علی خان،
- کنیز حسین کا اپنے بھتیجے مولانا حکیم حسین رضا خان،
- کنیز حسنین کا اپنے بھتیجے مولانا حسنین رضا خان،
- کنیز حسن کا شہر کہنہ بریلی کے رئیس نواب حاجی احمد اللہ خان کے بیٹے حمید اللہ خان
- اور مرتضائی بیگم کا نکاح رئیس نواب حاجی احمد اللہ خان کے دوسرے بیٹے مجید اللہ خان سے کیا۔[2]

آنے والے صفحات میں اعلیٰ حضرت کے پانچوں صاحبزادگان نسبتی اور ان کی اولادوں کا ذکر خیر کیا جاتا ہے:

❶ سیرت اعلیٰ حضرت از علامہ حسنین رضا، ص52تا54

❷ حیات اعلیٰ حضرت، ص19

www.dawateislami.net

(1) حاجی شاہد علی خان

اعلیٰ حضرت کے داماد اور بھانجے حاجی شاہد علی خان صاحب کے والد **حاجی وارث علی خان** ہیں۔ حاجی وارث علی خان کے والد نعمت علی خان اور ان کے والد محمد حیات خان یوسفزئی اور والدہ زینب موتی بیگم ہیں جو اعلیٰ حضرت کے جد اعلیٰ حافظ کاظم علی خان کی صاحبزادی ہیں۔

حاجی شاہد علی خان صاحب کی والدہ **حجاب بیگم** بنت رئیس المتکلمین علامہ نقی علی خان یعنی ہمشیرۂ اعلیٰ حضرت ہیں۔ حاجی شاہد علی خان کی دو بہنیں کنیز عائشہ (والدہ مولانا ابراہیم رضا جیلانی میاں اور مولانا حماد رضا نعمانی میاں) اور کنیز فاطمہ (والدہ مفتی تقدس علی خان اور مفتی اعجاز ولی خان) اور ایک بھائی واجد علی خان ہیں۔[1]

حاجی شاہد علی خان صوم وصلوٰۃ کے پابند اور اعلیٰ حضرت کے صحبت یافتہ تھے۔ محافل میں خصوصی طور پر یہ اعلیٰ حضرت کے ساتھ ہوتے اور انتظامی امور میں حصہ لیتے۔ حیات اعلیٰ حضرت میں آپ کا تذکرہ دو مرتبہ آیا ہے:

(1) خاندان اعلیٰ حضرت کی سالانہ محفل میلاد میں حصہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے آبائی گھر میں ہونے والی بارہ ربیع الاول کی سالانہ ایک

(1) حیات اعلیٰ حضرت، ص 17

واجد علی خاں کے تین بیٹے؛ مولانا سردار علی خان عزو میاں آف ملتان، ماجد علی خان، حاجی ساجد علی خان اور ایک بیٹی کنیز رسول (زوجہ مظفر حسین بدایونی) ہیں۔

www.dawateislami.net

محفل میلاد[1] کے احوال بیان کئے گئے ہیں، جس میں اعلیٰ حضرت کا خصوصی بیان ہونا تھا۔ اس محفل میں حسبِ معمول عاشقانِ رسول اور اہلِ خاندان با اہتمام شریک ہوئے، جلد ہی جگہ پُر ہوگئی۔

محفل کا آغاز خلیفہ اعلیٰ حضرت مداح الحبیب مولانا جمیل الرحمن خان قادری[2] نے اپنے رفقاء و شاگردوں کے ساتھ فرمایا۔ انہوں نے خود میلاد پڑھا، آخر میں سب کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھ رہے تھے تو اعلیٰ حضرت تقریباً دس بجے محفل میں تشریف لے آئے، جو شرکا گھر کے باہر تھے، انہوں نے بھی اندر آنے کی کوشش کی تاکہ وہ اعلیٰ حضرت کا وعظ سننے کے لیے منبر کے پاس آجائیں۔ اس سے پنڈال میں اژدھام ہوگیا، لوگ ایک دوسرے پر گرنے لگے۔

حاجی شاہد علی خان صاحب نے بآواز بلند مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ درود شریف پڑھتے جایئے اور آگے بڑھتے جایئے۔ اس طرح پنڈال میں کچھ گنجائش ہوئی۔ انہوں نے چند بار یہی ہدایت دوہرائی اور گنجائش نکالی۔ مگر پھر بھی دروازہ پر مجمع موجود تھا۔

1. اس سالانہ محفل میلاد کے انعقاد کا آغاز اعلیٰ حضرت کے جد امجد حضرت حافظ کاظم علی خان قادری رزاقی نے شروع فرمایا جو خانوادۂ رضویہ میں اب تک جاری ہے۔ (تجلیات تاج الشریعہ، ص83، 84)
2. مداحُ الحبیب مولانا صوفی شاہ جمیل الرحمٰن خان قادری رضوی کی ولادت بریلی شریف (یوپی) ہند میں ہوئی۔ 1343ھ کو وصال فرمایا، تدفین قبرستان بہاری پور (سول لائن سٹی اسٹیشن) بریلی شریف (یوپی) ہند میں مزار مولانا حسن رضا خان کے پہلو میں ہوئی۔ آپ خوش الحان نعت خواں، واعظِ خُوش بیاں، عالمِ باعمل اور صاحبِ دِیوان شاعر تھے۔ آپ کا نعتیہ دیوان **قبالۂ بخشش** یادگار ہے۔ (تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص132-134...برکات قادریت، ص15-18...بریلی سے مدینہ، ص2)

www.dawateislami.net

انہوں نے توجہ دلائی کہ ہر شریکِ محفل دوزانو ہو کر بیٹھ جائے، پھر کچھ لوگوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہوئی، کچھ لوگ آگے بڑھے مگر دروازے پر ابھی بھی کافی رش تھا۔ بہر حال اعلیٰ حضرت نے پانی سے غرارہ کرنے کے بعد بیان شروع فرمادیا۔[1]

(2) صدر الشریعہ کی حج سے واپسی پر ہونے والی محفل میں شرکت

حیاتِ اعلیٰ حضرت میں ایک اور محفلِ میلاد کا ذکر ہے جس میں حاجی شاہد علی خان شریک تھے۔ چنانچہ مولانا سید ایوب علی رضوی[2] بیان کرتے ہیں کہ جب صدر الشریعہ مولانا مفتی محمد امجد علی[3] رضوی (مدظلہ) سفر حرمینِ طیبین سے واپس آئے تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بنفسِ نفیس ان کے استقبال کے لیے ریلوے اسٹیشن تشریف لے گئے۔ یہ عظیم جلوس نعت خوانی کرتا ہوا شان و شوکت کے ساتھ آستانہ رضویہ پہنچا۔ مولانا جمیل الرحمن قادری نے ابھی نعت شروع نہیں کی تھی کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

---

1. حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص97،98
2. صاحبِ باغِ فردوس حضرت مولانا سیّد ایّوب علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ فارسی و ریاضی میں ماہر، مُدرِّس، شاعر، مصنف، بانیِ رضوی کتب خانہ اور اعلیٰ حضرت کے پیش کار (منیجر) تھے۔ 1295ھ بریلی شریف (یوپی، ہند) میں پیدا ہوئے، جمعۃُ الوداع 26 رمضان 1390ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک میانی قبرستان لاہور میں ہے۔ (ماہنامہ معارف رضا، نومبر 2001ء، ص19، 21)
3. صاحبِ بہارِ شریعت صدرُ الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1300ھ کو مدینۃ العلماء گھوسی (ضلع مؤ، یوپی) ہند میں ہوئی اور 2 ذوالقعدہ 1376ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک گھوسی میں ہے۔ آپ جیّد عالم و مدرّس، متقی و پرہیزگار، مصنفِ کتب، استاذ العلماء، مصنفِ کتب و فتاویٰ، مؤثر شخصیت کے مالک اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ اسلامی معلومات کا انسائیکلوپیڈیا **بہارِ شریعت** آپ کی ہی تصنیف ہے۔ (تذکرۂ صدر الشریعہ، ص5-41)

www.dawateislami.net

بھینی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے
کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے

یہ نعت پڑھو۔ انہوں نے یہ نعت پڑھی تو اسے سن کر سارا مجمع وجد و سرور میں آگیا۔ اختتامِ محفل پر اعلیٰ حضرت نے کچھ رقم نکال کر حاجی شاہد علی خان صاحب کو شیرینی لانے کے لیے دی اور مداح الحبیب سے میلاد شریف پڑھنے کو فرمایا۔ جب شیرینی آئی تو سب نے کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا۔ چونکہ وقت کافی ہو چکا تھا اور لوگ جانا چاہتے تھے، اس لیے اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ نیت پر دارومدار ہے، فاتحہ کے بغیر ہی شیرینی تقسیم کر دو۔ یوں محفل خوشی وعقیدت کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔[1]

اعلیٰ حضرت نے اپنی سب سے بڑی بیٹی مصطفائی بیگم کا نکاح اپنے اس بھانجے حاجی شاہد علی خان سے کیا۔ آپ کی یہ صاحبزادی آپ کی زندگی میں ہی وفات پا گئیں۔ ان کی صرف ایک بیٹی کنیز زہرہ عزو صاحبہ تھیں۔ مصطفائی بیگم کے وصال کے بعد حاجی شاہد علی خان کی دوسری شادی عطاء اللہ خان کی بیٹی سے ہوئی۔ ان سے آپ کے تین بیٹے مشہود علی خان (ان کی شادی علامہ حامد رضا خان کی بیٹی رابعہ بیگم عرف نوری سے ہوئی) مشاہد علی خان (ان کی شادی علامہ حامد رضا خان کی بیٹی سلمیٰ بیگم سے ہوئی) مصطفیٰ علی خان اور چار بیٹیاں رفیق جان صاحبہ، فاطمہ، لئیق فاطمہ، مستجاب بیگم اور انتخاب بیگم ہوئیں۔[2]

حاجی شاہد علی خان اور مصطفائی بیگم کی بیٹی اور اعلیٰ حضرت کی نواسی کنیز زہرہ عزو

❶ حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص209، 210

❷ حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص17، 18

www.dawateislami.net

صاحبہ کے حالات زندگی پیش کئے جاتے ہیں:

اعلیٰ حضرت کی نواسی کنیز زہرہ عزو صاحبہ

اعلیٰ حضرت کی نواسی کنیز زہرہ عزو صاحبہ کی پیدائش تخمیناً 1325ھ مطابق 1907ء کو بریلی میں ہوئی۔ اعلیٰ حضرت کی سرپرستی میں تربیت پائی۔ ان کا نکاح اپنے چچا واجد علی خان کے بیٹے جامع معقول و منقول، مدرس جامعہ منظر اسلام بریلی حضرت مولانا حاجی سردار علی خان عزو میاں سے تقریباً 1345ھ مطابق 1927ء میں ہوا۔ حضرت عزو میاں کی پیدائش تخمیناً 1320ھ مطابق 1902ء کو ہوئی، انہوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا، حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا، مولانا رحم الٰہی منگلوری، حضرت مولانا علامہ ظہور الحسین فاروقی نقشبندی اور اعلیٰ حضرت کے داماد مولانا حسنین رضا خان صاحبان سے علم حاصل کرکے دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف سے غالباً 1340ھ مطابق 1922ء میں فراغت پائی اور بیعت کا شرف اعلیٰ حضرت سے پایا۔ حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان نے خلافت عطا فرمائی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ مادرِ علمی میں تدریس کرنے لگے۔ آپ کے مشہور شاگردوں میں استاذ العلماء حضرت مفتی اعجاز ولی خان صاحب، صدر العلماء علامہ تحسین رضا خان محدث بریلوی، مفتیِ اعظم پاکستان مفتی وقار الدین قادری اور ادیب شہیر مولانا شمس الدین شمس بریلوی وغیرہ شامل ہیں۔ دار العلوم منظر اسلام میں تدریس کا سلسلہ شوال 1340ھ مطابق جون 1922ء تا شعبان 1366ھ مطابق جون 1947ء تک 26 سال جاری رہا، پاکستان بننے کے بعد مولانا سردار علی خان عزو میاں نے اپنی فیملی کے ہمراہ پاکستان ہجرت کی اور ملتان کے علاقے جمال پورہ میں رہائش اختیار فرما

www.dawateislami.net

لی۔ یہاں انہوں نے ایک جائے نماز قائم فرمائی اور اپنی وفات تک تقریباً 7 سال اس میں امامت و خطابت اور محلے کے بچوں کو قرآن مجید پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارا کرتے تھے۔[1]

حضرت عزو میاں نے ملتان میں صفر المظفر 1374ھ مطابق اکتوبر 1954ء کو وصال فرمایا جبکہ عزو صاحبہ نے 6 جمادی الاولیٰ 1406ھ مطابق 17 جنوری 1986ء کو 81 سال کی عمر میں وفات پائی۔ دونوں کی تدفین شاہ شمس قبرستان میں برلب سڑک ایک احاطہ میں کی گئی، اس احاطہ میں جانب جنوب تین قبور ہیں مولانا سردار علی خان صاحب کی قبر درمیان میں ہے جبکہ جانب مشرق آپ کی اہلیہ کنیز زہرہ بیگم عزو صاحبہ اور جانب مغرب عترت بیگم (زوجہ مختار علی خان و بنت مولانا حماد رضا خان) کی قبر ہے، قدموں کی جانب مولانا سردار علی خان عزو میاں کی ہمشیرہ کنیز رسول اور عزو میاں کے بیٹے افتخار علی خان مدفون ہیں۔[2]

عزو میاں اور عزو صاحبہ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں:

(1) افتخار علی خان

ان کی پیدائش تقریباً 1354ھ مطابق 1936ء کو بریلی میں اور وفات 16 صفر 1416ھ مطابق 15 جولائی 1995ء کو ملتان میں ہوئی، شاہ شمس قبرستان میں والد صاحب کے قدموں میں مدفون ہوئے، ان کی چار بیٹیاں اور تین بیٹے تھے۔ افتخار علی خان صاحب

1. تذکرہ مولانا سردار علی خان عزو میاں، ص2 تا 5
2. تذکرہ مولانا سردار علی خان عزو میاں، ص7

www.dawateislami.net

کی بیٹیاں ☆ زوجہ سید نوید احمد (ان کے دو بیٹے سید جنید احمد، سید حماد احمد اور ایک بیٹی ہے) ☆زوجہ محمود علی خان (انکی دو بیٹیاں ہیں) ☆بنت افتخار (انکی ایک بیٹی اور ایک بیٹا ہے) اور ☆زوجہ شاہ رخ سہیل (ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے) ہیں۔ جبکہ افتخار علی خان صاحب کے بیٹے ☆ذوالفقار علی خان (ان کی دو بیٹیاں ہیں) ☆وجاہت علی خان (ان کے ایک بیٹے شیزر علی خان ہیں) اور ☆جودت علی خان ہیں۔ جودت علی خان صاحب کے تین بیٹے سردار علی خان، شرجیل علی خان اور شہروز علی خان ہیں۔

(2) مختار علی خان

ان کی پیدائش تقریباً 1360ھ مطابق 1941ء کو بریلی میں ہوئی اور انہوں نے اسلام آباد میں 21 ربیع الآخر 1427ھ مطابق 20 مئی 2006ء کو وفات پائی اور گلشن کالونی ٹیکسلا (ضلع راولپنڈی) میں تدفین ہوئی۔

ان کی شادی مولانا حماد رضا خان نعمانی میاں کی بیٹی عترت بیگم سے ہوئی، عترت بیگم کی پیدائش 1365ھ مطابق 1946ء کو بریلی میں ہوئی اور وصال 22 ربیع الاول 1426ھ مطابق یکم مئی 2005ء کو ملتان میں ہوا، شاہ شمس قبرستان میں تدفین ہوئی۔ انکے ایک بیٹے فواد علی خان صاحب اور تین بیٹیاں سطوت عاطف، صباحت مرزا اور شازیہ ارشد ہیں، فواد علی خان صاحب کے ایک بیٹے مصطفی علی خان ہیں۔

(3) سرشار علی خان سجاد بریلوی

ان کی پیدائش تقریباً 1363ھ مطابق 1944ء کو بریلی میں اور وفات 1423ھ مطابق 2002ء کو ملتان میں ہوئی، انہوں نے شادی نہیں کی۔

www.dawateislami.net

(4)انیس بیگم

ان کی پیدائش1346ھ مطابق1928ء کو بریلی شریف میں ہوئی، یہ1366ھ مطابق1947ء کو دورانِ ہجرت 19 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔

(5)زاہدہ بیگم

ان کی چھ بیٹیاں اور تین بیٹے، وسیم، ندیم اور کلیم ہیں۔

(6)نجمہ بیگم

ان کی شادی محمد فاروق صدیقی صاحب سے ہوئی، ان کے ایک بیٹے جواد صدیقی اور ایک بیٹی کنول ناز ہیں، جواد صدیقی صاحب کی ایک بیٹی کنیز فاطمہ اور تین بیٹے محمد طلحہ صدیقی، محمد بلال صدیقی اور محمد فاروق صدیقی ہیں۔ جبکہ کنول ناز صاحبہ کی بیٹی خدیجہ کاشف شیروانی ہیں۔[1]

مزید تفصیلات کے لیے راقم الحروف کا رسالہ تذکرہ مولانا سردار علی خان عزو میاں کا مطالعہ کیجئے۔

❶ حیات اعلیٰ حضرت، ص17...تذکرہ مولانا سردار علی خان عزو میاں، ص6، 7

www.dawateislami.net

(2)مولانا حکیم حسنین رضا خان

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان نے اپنی بیٹی کنیز حسنین منجھلی بیگم[1] کا نکاح 7ذوالحجہ 1321ھ کو اپنے بھتیجے مولانا حکیم حسنین رضا خان سے کیا۔[2]

آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے: مولانا حسنین رضا خان بن مولانا حسن رضا خان بن مفتی نقی علی خان بن مفتی رضا علی خان بن حافظ کاظم علی خان بن حضرت محمد اعظم خان بن محمد سعادت یار خان بن محمد سعید اللہ خان بڑھیچ قندھاری۔

آپ کے والد گرامی استاذِ زَمَن مولانا حسن رضا خان شاگرد وخلیفہ اعلیٰ حضرت، مرید وخلیفہ حضرت شاہ ابو الحسین نوری مارہروی، عالم دین، قادِرُ الکلام صاحبِ دیوان شاعر، استاذ الشعراء، کئی کتب کے مصنف اور دارُ العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف کے مہتممِ اوّل تھے۔ ان کی پیدائش 22ربیع الاول 1276ھ مطابق 10اکتوبر 1859ء اور وفات 3 شوال 1326ھ مطابق 28اکتوبر 1908ء کو محلہ سوداگران بریلی میں ہوئی۔[3]

---

❶ حیاتِ اعلیٰ حضرت صفحہ 18 میں صاحبزادی کنیز حسنین کا عرف سنجھلی بیگم لکھا ہے، جو درست معلوم نہیں ہوتا، بلکہ آپ کا لقب منجھلی بیگم ہے۔ کیونکہ آپ سات بہن بھائیوں میں چوتھے نمبر پر ہیں، سب سے بڑے بھائی علامہ حامد رضا، پھر صاحبزادی مصطفائی بیگم، پھر صاحبزادی کنیز حسن ہیں، جبکہ پانچویں نمبر پر صاحبزادی کنیز حسنین، پھر علامہ مصطفی رضا خان اور آخر میں صاحبزادی مرتضائی بیگم ہیں۔ اگر پانچ بہنوں کے اعتبار سے دیکھا جائے تو بھی آپ منجھلی یعنی درمیانی ہیں۔ ان سے بڑی دو بہنیں مصطفائی بیگم اور کنیز حسن اور دو چھوٹی بہنیں کنیز حسنین اور مرتضائی بیگم ہیں۔

❷ حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص18...کلیاتِ حسن، ص770

❸ مولانا حسنین رضا خان حیات وخدمات، ص17 تا 20...حسن رضا بریلوی فن اور شخصیت، ص38 تا 58

www.dawateislami.net

مولانا حسنین رضا خان کی والدہ اصغری بیگم بنت علیم اللہ خان بن اعظم خان بن معظم خان بن محمد سعادت یار خان بن محمد سعید اللہ خان ہیں۔یوں مولانا حسنین رضا خان حضرت محمد اعظم خان کے فرزند نسبی اور ان کے بھائی محمد معظم خان کے فرزند نسبتی ہیں۔[1]

مولانا حسنین رضا خان کے ماموں مولانا بخش اللہ خان، عنایت اللہ خان اور حکیم خلیل اللہ خان صاحبان ہیں۔[2]

مولانا حکیم حسنین رضا خان علم دین اور علم طب سے مرصع، اعلیٰ حضرت اور والد گرامی کے مطیع و فرمانبردار، بہترین منتظم، حاذق و قابل اعتماد طبیب اور تہجد گزار تھے۔

پیدائش

مولانا حکیم حسنین رضا خان کی پیدائش 1306ھ مطابق 1888ء کو ہوئی۔یہ اپنے والدین کی پہلی اولاد تھے اس لیے گھر بھر میں بے انتہا خوشی کا سماں تھا۔آپ کا نام محمد عرف حسنین رضا خان رکھا گیا۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان پیار سے رضا حسنین فرمایا کرتے تھے۔[3]

تعلیم وتربیت

جب آپ کی عمر چار سال چار ماہ اور چار دن ہوئی تو خاندانی معمول کے مطابق تقریب بسم اللہ شریف منعقد کی گئی۔غالباً بسم اللہ شریف اعلیٰ حضرت نے پڑھائی۔اس کے بعد تعلیم کا سلسلہ شروع فرمایا۔ابتدائی تعلیم والدہ محترمہ سے حاصل کی اور بقیہ عربی وفارسی

1. ماہنامہ سنی دنیا، مولانا حسن بریلوی نمبر، اگست 1994ء، ص 17
2. حیات اعلیٰ حضرت، ص 21
3. وصایا شریف، ص 26... تجلیات تاج الشریعہ، ص 95

www.dawateislami.net

درسی کتب تایاجان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان اور والد گرامی مولانا حسن رضا خان سے پڑھیں۔[1] جب آپ کی عمر سولہ سال ہوئی تو اس وقت مدرسہ اہلِ سنت منظر اسلام بریلی شریف کی بنیاد رکھی گئی، ممکن ہے آپ نے اس سے بھی استفادہ کیا ہو۔ البتہ آپ کا میلان طب کی جانب تھا۔ اس زمانے میں دہلی اور لکھنؤ دونوں علم طب میں مشہور تھے۔ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی علم طب لکھنؤ سے حاصل کیا تھا۔[2] ممکن ہے انہیں کے مشورے سے آپ نے لکھنؤ کی راہ لی اور وہاں طویل عرصہ مقیم ہو کر تکمیل الطب کی سند حاصل کرکے اس میں کمال پایا۔[3]

بیعت کا شرف

سراج العارفین حضرت مولانا سید شاہ ابو الحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ وہ ہستی ہیں جنہیں مرشدِ اعلیٰ حضرت خاتم الاکابر حضرت شاہ آلِ رسول مارہروی نے اپنی زندگی میں ولی عہد اور خانقاہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف کا جانشین بنایا اور وفات سے قبل اعلیٰ حضرت کو بھی ان کے سپرد کیا تھا۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان تحریر فرماتے ہیں: (5) جمادی الاولیٰ 1294ھ مَیں شرفِ بیعت سے مشرف ہوا۔ تعلیم طریقت حضور پُرنُور پیر و مرشد برحق سے حاصل کی۔ 1296ھ میں حضرت کا وصال ہوا تو قبل وصال مجھے حضرت سید ناسید شاہ ابو الحسین احمد نوری اپنے ابن الابن ولی عہد وسجادہ نشین کے سپرد فرمایا۔[4] یہی وجہ

1. تجلیات تاج الشریعہ، ص95
2. تذکرہ صدر الشریعہ از امیر اہل سنت، ص11
3. تجلیات تاج الشریعہ، ص95
4. حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص34، 35

www.dawateislami.net

ہے کہ اعلیٰ حضرت نے اپنے خاندان کے کئی افراد کو انہیں کا مرید بنایا۔ استاذِ زمن مولانا حسن رضا خان بھی انہیں کے مرید تھے۔ چنانچہ مولانا حسین رضا خان نے بھی حضرت شاہ ابو الحسین نوری رحمۃُ اللہِ علیہ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ [1]

حسن و جمال کے پیکر

مولانا حسین رضا خان علم ظاہری و باطنی سے مالامال ہونے کے ساتھ حسن ظاہری بھی رکھتے تھے، سرخ و سفید چہرہ، مناسب قد اور بہترین چال چلا کرتے تھے۔ آپ بارعب شخصیت کے مالک تھے۔

فن طب میں مہارت

علم دین و طب کو حاصل کرنے کے بعد آپ نے علم طب کی پریکٹس شروع کی۔ اعلیٰ حضرت کے خاص طبیب بھی آپ ہی تھے۔ اعلیٰ حضرت جیسی ہستی آپ کی علم طب میں مہارت پر مطمئن تھی۔ چنانچہ آپ کے برادرِ اصغر مولانا علامہ حسنین رضا خان تحریر فرماتے ہیں: رضا حسین عرف میرے برادرِ مکرم حکیم حسین رضا خان صاحب کا ہے، جو عرصہ دراز سے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں علاج کرتے تھے اور آخر تک کرتے رہے۔ (اعلیٰ) حضرت کے پہاڑ سے آنے پر اعزا کی رائے تبدیلِ معالج کی ہوئی۔ (اعلیٰ) حضرت نے سُن کر ہندی کی مثل فرمائی: گھر کا جوگی جوگنا، آن گاؤں کا سدھ [2] اور فرمایا: جب سے اس نے میرا علاج شروع کیا ہے، اِس وقت تک اس کی دوا نے کبھی نقصان نہ پہنچایا، گھر کا

---

1. ثمر فصاحت، ص 3
2. یعنی اپنے وطن میں قدر نہیں ہوتی۔ گھر کا ولی فقیر ہوتا ہے اور دوسرے گاؤں کا فقیر ولی ہوتا ہے۔

www.dawateislami.net

طبیب ہونے کی وجہ سے کوئی اس کو نہیں سمجھتا اور نہ قدر کرتا ہے۔[1]

حج بیت اللہ کی سعادت

مولانا حسین رضا خان نے اپنے والد گرامی کے ہمراہ 1325ھ مطابق 1907ء میں حج بیت اللہ شریف کی سعادت پائی۔ جیسا کہ ماہانہ سنی دنیا میں ہے: 1325ھ میں حسین مع اہل و عیال سعادت حج سے مشرف ہوئے۔[2]

حج سے واپسی 1326ھ مطابق 1908ء میں بذریعہ ممبئی ہوئی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بنفس نفیس پیش قدمی کے لیے بریلی سے ممبئی تشریف لے گئے۔[3]

زمین داری اور اشاعتی امور

والد گرامی کی طرح آپ بھی بہترین منتظم تھے، اس لیے والد صاحب کی وفات کے بعد جاگیر کے امور آپ سر انجام دینے لگے۔ آپ کا زیادہ وقت اسی کام میں صرف ہوتا تھا۔ آپ کو شعر و شاعری سے رغبت نہ تھی مگر اپنے والد گرامی کا مجموعہ غزلیات ثمر فصاحت مطبع اہل سنت وجماعت بریلی شریف سے 1319ھ میں شائع کروایا جس پر یہ الفاظ تحریر ہیں: بفرمائش ابن اکبر حضرت مصنف مرحوم مولوی حاجی حکیم محمد حسین رضا خان صاحب قادری بوالحسینی بریلوی سلمہ المولیٰ القوی عن شر کل غویٰ۔[4]

---

1. وصایا شریف، ص 18
2. ماہنامہ سنی دنیا، مولانا حسن بریلوی نمبر، اگست 1994ء ص 139
3. حسن رضا بریلوی، فن اور شخصیت، ص 52
4. ثمر فصاحت، ص 3

www.dawateislami.net

اسی طرح آپ نے اپنے والد گرامی کا نعتیہ دیوان ذوقِ نعت معروف بہ صلۂ آخرت 1909ء میں مطبع اہل سنت وجماعت سے شائع کروایا۔

اس کے بارے میں اخبار اہل فقہ امرتسر مورخہ 20 جولائی 1909ء میں اس کی اشاعت پر تبصرہ شائع ہوا۔ چنانچہ اخبار کے ایڈیٹر مولانا غلام احمد اخگر[1] تحریر فرماتے ہیں:

آپ (استاذ زمن مولانا حسن رضا خان) نے ایام رحلت سے پہلے اپنا نعتیہ دیوان مرتب کرنا شروع کیا مگر افسوس چھپنے سے پہلے آپ رہِ گزارِ عالم جاوِدانی ہوئے اور اَب یہ دیوان آپ کے فرزند رشید جناب مولوی حکیم حسین رضا خان صاحب نے نہایت عمدہ کاغذ پر بکمال آب وتاب چھپوایا ہے۔[2]

کنیز حسین منجھلی بیگم کا وصال اور اولاد

محترمہ کنیز حسین منجھلی بیگم اعلیٰ حضرت کی زندگی کے آخری سالوں میں شدید بیمار ہوگئیں اور تین سال بیمار رہیں۔ زندگی کے آخری سال میں یہ بغرض علاج نینی تال میں مقیم تھیں۔ غالباً تین سال سے اعلیٰ حضرت ماہِ رمضان کے روزے رکھنے کے لیے نینی تال جایا کرتے تھے کیونکہ کئی امراض اور کمزوری کی وجہ سے بریلی شریف کے گرم موسم میں

❶ شیر اسلام حضرت مولانا غلام احمد اخگر امرتسری رحمۃُ اللہ علیہ کی پیدائش 1281ھ کو ایک کشمیری گھرانے میں ہوئی اور وصال 16 صفر 1346ھ کو امرتسر ہند میں ہوا، آپ جیّد عالم دین، مناظرِ اہل سنّت، بہترین واعظ، اچھے شاعر، بانی اخبار اہلِ فقہ امرتسر، عابد وزاہد، حضرت امیر ملّت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدّث علی پوری رحمۃُ اللہ علیہ کے محبوب اور جانثار خلیفہ تھے۔

(تذکرہ خلفائے امیر ملت، ص 67 تا 72)

❷ اخبار اہل فقہ امرتسر، 20 جولائی 1909، ص 5

www.dawateislami.net

روزے دشوار تھے چونکہ اللہ پاک نے آپ کومالی آسودگی عطا فرمائی تھی اور آپ نینی تال کے پہاڑ پر جاسکتے تھے جہاں موسم ٹھنڈا ہوتا تھا اس لیے وہاں جاکر ماہِ رمضان کے روزے رکھتے اور نمازِ عید پڑھنے کے لیے نینی تال کے شہر میں آیا کرتے تھے۔

یکم شوال 1339ھ کو جب آپ نمازِ عید کے لیے یہاں آئے تو اپنی بیٹی کی سخت بیماری کا سنا، رخصت ہوتے ہوئے فرمایا: مَیں ان شاء اللہ تمہارا داغ نہ دیکھوں گا۔ یعنی میری زندگی میں تمہارا انتقال نہ ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ کی ان صاحبزادی کا انتقال آپ کے وصال (25صفر) کے 27دن[1] بعد 23ربیع الاول1340ھ کو ہوا۔[2]

محترمہ کنیز حسین منجھلی بیگم سے آپ کے تین بیٹے مولانا مرتضیٰ رضا خان، مولانا ادریس رضا خان اور مولانا جرجیس رضا خان ہوئے۔[3]

آپ کے تینوں صاحبزادگان[4] کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے:

---

❶ حیاتِ اعلیٰ حضرت صفحہ 18 میں 21دن بعد لکھا ہے جبکہ وصایا شریف صفحہ 11 پر 27دن بعد مرقوم ہے۔ آخر الذکر کو ترجیح ہونی چاہیے کہ وصایا لکھنے والے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے بھتیجے، داماد، خلیفہ اور خاندانِ اعلیٰ حضرت کے معتمد فرد ہیں۔

❷ وصایا شریف، ص11

❸ حیات اعلیٰ حضرت ص18، 19

❹ مولانا حسنین رضا خان کی تمام اولاد کی تفصیل تجلیات تاج الشریعہ صفحہ 99 تا100 اور حسن رضا بریلوی، فن اور شخصیت، صفحہ 10 سے لی گئی ہے۔

www.dawateislami.net

اعلیٰ حضرت کے تین نواسوں کا تذکرہ

(1) مولانا مرتضیٰ رضا خان؛ غوثی میاں

نواسۂ اعلیٰ حضرت مولانا مرتضیٰ رضا خان؛ غوثی میاں کی ابتدائی تعلیم گھر میں ہوئی، آپ علم الحساب میں بہت مہارت رکھتے تھے، آپ کی شادی موضع جوہر ضلع پر بھنی، صوبہ مہاراشٹر ہند میں مقیم امداد حسین خان کی صاحبزادی سے ہوئی، آپ کے دو بیٹے بلال رضا خان، حاجی اویس رضا خان اور دو بیٹیاں ہیں:

☆بڑے بیٹے بلال رضا خان کے تین لڑکے: (1) جلال رضا خان (2) ہلال رضا خان؛ نجمی میاں (3) شہاب رضا خان اور چار بیٹیاں ہیں۔ ان میں سے ہلال رضا خان؛ نجمی میاں کے ایک بیٹے الوان رضا خان اور تین بیٹیاں ہیں جبکہ شہاب رضا خان کی بھی تین صاحبزادیاں ہیں۔

☆چھوٹے بیٹے حاجی اویس رضا خان کے چھ بیٹے تھے:

سب سے بڑے صاحبزادے محسن رضا خان ہیں، جن کے تین بیٹے سہیل رضا خان، انور رضا خان، حماد رضا خان اور ایک صاحبزادی ہیں اور ان میں سے انور رضا خان کے دو بیٹے حبیب رضا خان اور حمدان رضا خان ہیں۔

دوسرے بیٹے شعیب رضا خان ہیں جن کے دو بیٹے فیض رضا خان، کیف رضا خان اور تین صاحبزادیاں ہیں۔

تیسرے بیٹے مجتبیٰ رضا خان؛ انیس میاں ہیں جن کے دو بیٹے عزیر رضا خان، اریب

www.dawateislami.net

رضا خان اور ایک صاحبزادی ہیں۔

چوتھے بیٹے عبد الرشید رضا خان ہیں جن کے دو بیٹے ظہران رضا خان اور ارسلان رضا خان ہیں۔

پانچویں بیٹے جنید رضا خان ہیں جن کی ایک بیٹی ہے۔

چھٹے بیٹے زبیر رضا خان ہیں جن کے ایک بیٹے حسن رضا خان اور دو بیٹیاں ہیں۔[1]

(2) مولانا ادریس رضا خان لالہ میاں

نواسۂ اعلیٰ حضرت مولانا ادریس رضا خان؛ لالہ میاں جید عالمِ دین تھے۔ مفتیِ اعظم ہند محمد مصطفی رضا خان، چچا علامہ حسنین رضا خان اور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ سے علومِ اسلامیہ کو حاصل کیا۔ تکمیل درسِ نظامی کے لیے دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف بھی گئے۔ آپ کا رسم الخط بہت خوبصورت تھا۔ بارعب شخصیت کے مالک اور نڈر انسان تھے۔ ہمیشہ قومی و ملی مفاد کو پیشِ نظر رکھتے تھے اور اربابِ اقتدار کے سامنے بھی مسلمانوں کا مؤقف دبنگ انداز میں پیش کیا کرتے تھے۔ آپ کا نکاح مفتیِ اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خان کی صاحبزادی ہاجرہ بیگم سے ہوا۔ آپ کو مفتیِ اعظم ہند کا داماد، مرید اور خلیفہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ کا وصال مفتیِ اعظم ہند کے دولت کدے پر 24 دسمبر 1965ء میں ہوا اور خاندانی سٹی قبرستان بریلی شریف میں تدفین ہوئی۔

آپ کا ایک بیٹا سراج رضا خان (جن کا ایک بیٹا فیض رضا خان اور دو بیٹیاں ہیں)

اور چھ بیٹیاں؛

[1] تجلیاتِ تاج الشریعہ، ص99... حسن رضا بریلوی، فن اور شخصیت، ص10

www.dawateislami.net

1. تسنیم فاطمہ زوجہ نواسۂ مفتیِ اعظم ہند مولانا خالد علی خان[1]،
2. وسیم فاطمہ زوجہ مولانا حبیب رضا خان،
3. فرحت بی زوجہ مولانا ڈاکٹر قمر رضا خان[2]،
4. نکہت بی زوجہ سلیم احمد ممبئی،
5. نزہت بی زوجہ سید کلیم رضا شاہ کراچی،
6. نسیم فاطمہ زوجہ مولانا ظہیر احمد ترساپٹی بریلی شریف ہیں۔[3]

(3) مولانا جرجیس رضا خان

نواسۂ اعلیٰ حضرت مولانا جرجیس رضا خان ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کرکے زمین

---

❶ نواسۂ مفتیِ اعظم ہند صوفیِ باصفا حضرت مولانا صوفی خالد علی خان قادری رضوی کی ولادت محلہ گڑھیا بریلی شریف میں 1355ھ کو ہوئی اور وصال 20 ذوالحجہ 1426ھ میں ہوا۔ یہ خلیفہ و نواسۂ مفتیِ اعظم ہند، فاضل دار العلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی، عالمِ باعمل، شیخ طریقت اور مہتمم و ناظم دار العلوم مظہر اسلام بریلی تھے۔ ان کی شادی 1973ء میں مولانا ادریس رضا خان عرف لالہ میاں کی صاحبزادی یعنی حضور مفتیِ اعظم قدس سرہٗ کی نواسی سے ہوئی۔ ان کے تین صاحبزادے مجاہد رضا خان، سیفی رضا خان، انس رضا خان اور دو صاحبزادیاں ہیں۔

(مفتیِ اعظم اور ان کے خلفاء، ص347 تا 349...ماہنامہ کنز الایمان، جنوری 2014ء، ص44)

❷ مولانا ڈاکٹر قمر رضا خان (بن مفسرِ قرآن مولانا ابراہیم رضا خان بن حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان) کی پیدائش 14 شعبان 1365 مطابق 14 جولائی 1946ء کو بریلی میں ہوئی اور 5 شعبان 1433ھ مطابق 25 جون 2012ء کو جائے پیدائش میں وصال فرمایا۔ انہوں نے جامعہ منظرِ اسلام بریلی اور علی گڑھ یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔ مفتیِ اعظم ہند سے بیعت اور صدر العلماء علامہ تحسین رضا سے خلافت پائی۔ ان کی شادی 12 جنوری 1975ء کو نواسیِ مفتیِ اعظم ہند سے ہوئی۔ ان کے تین صاحبزادے عمر رضا خان، عامر رضا خان، عاصم رضا اور ایک صاحبزادی ہیں۔ (تجلیات قمر، ص48 تا 58)

❸ تجلیات تاج الشریعہ، ص99، 100... حسن رضا بریلوی، فن اور شخصیت، ص10

www.dawateislami.net

داری میں مصروف ہوئے۔ ان کی شادی چچا جان مولانا حسنین رضا خان کی بیٹی شمیم فاطمہ المعروف آپا بیگم سے ہوئی۔ ان کی اولاد نہ ہوئی۔ والدِ گرامی مولانا حسین رضا خان کی زندگی میں 1946ء کو وصال فرما گئے۔[1] آپا بیگم نے طویل عمر پائی۔ ان کے چھوٹے بھائی صدر العلماء علامہ تحسین رضا خان کی وفات 18 رجب 1428ھ کو ہوئی تو اس وقت آپا بیگم تقریباً 90سال کی عمر میں حیات تھیں۔[2]

دوسرا نکاح اور ان سے اولاد

مولانا حکیم حسین رضا خان کی پہلی زوجہ کنیز حسین منجھلی بیگم کے وصال کے بعد آپ کا نکاح حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان کی بڑی بیٹی ام کلثوم سے ہوا جو خاندان میں بی صاحبہ کے لقب سے ملقب تھیں۔ ام کلثوم مفتی تقدس علی خان صاحب کے چھوٹے بھائی مفتی اعجاز ولی خان صاحب کی رضاعی بہن بھی تھیں۔ انہوں نے طویل عمر پائی۔ ان کا وصال پیر جو گوٹھ میں ہوا۔ مفتی تقدس علی خان کے مزار کے قریب تدفین کی گئی۔ ان سے مولانا حسین رضا خان کے ایک بیٹے مولانا یونس رضا خان اور ایک بیٹی غوثیہ بیگم کی ولادت ہوئی۔[3]

پاکستان ہجرت اور وفات

مولانا حکیم حسین رضا خان اور مفتی تقدس صاحب ہم زلف تھے۔ مفتی صاحب کی اہلیہ (کنیز صغریٰ بنتِ علامہ حامد رضا خان) بیمار رہنے لگیں، ان کے علاج کے لیے حکیم حسین

1. تجلیات تاج الشریعہ، ص100
2. سالنامہ تجلیات رضا، صدر العلماء نمبر، 1228ھ مطابق 2007ء، ص460
3. حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص19

www.dawateislami.net

رضا خان اپنی زوجہ ام کلثوم کو ساتھ لیے 1379ھ مطابق 1960ء کو بریلی سے پاکستان آ گئے اور ان کے ہاں مقیم ہو گئے۔ ڈیڑھ دو سال تک علاج کا سلسلہ جاری رہا، اس کے بعد یہ اپنی اہلیہ ام کلثوم کے ساتھ بیٹی غوثیہ بیگم کے پاس ہری پور ہزارہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد تادمِ وفات یہیں مقیم رہے۔[1]

ان کا وصال 1387ھ مطابق 1968ء کو ہری پور ہزارہ کے پی کے میں ہوا۔ تدفین ڈھیری سکندر پور ہری پور سٹی قبرستان میں کی گئی۔ نواسیٔ اعلیٰ حضرت اور اس خاندان کی معمر خاتون آپا بیگم بنتِ مولانا حسنین رضا کا بیان ہے کہ تایا جان حضرت مولانا حکیم حسین رضا خان کے وصال کے بعد پاکستان سے ان کی بیٹی غوثیہ بیگم کا خط آیا، جس میں لکھا تھا کہ ابّا کے وصال کے کچھ دن پہلے جب مَیں ان کے لیے کھانا لے کر جاتی تو فرماتے: مَیں نے کھانا کھا لیا ہے۔ جب مَیں کہتی کہ مَیں نے تو ابھی آپ کو کھانا دیا ہی نہیں ہے تو کہتے: دیکھو! میرے منہ سے کھانے کی خوشبو آ رہی ہے۔ جب یہ بات حضور مفتیِ اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان کو بتائی گئی تو آپ نے فرمایا: وہ تیس سال سے تہجد کی نماز پڑھتے تھے، اس لئے ان کے لئے جنت سے کھانا آتا ہوگا۔[2]

حجۃ الاسلام کے نواسے اور نواسی کا ذکرِ خیر

مولانا حسنین رضا خان کے بیٹے مولانا یونس رضا اور بیٹی غوثیہ بیگم کے جو حالات معلوم ہو سکے وہ درج کئے جاتے ہیں:

1. تجلیاتِ تاج الشریعہ، ص95، 100
2. سالنامہ تجلیاتِ رضا، صدر العلماء نمبر، 1228ھ مطابق 2007ء، ص461

www.dawateislami.net

(1)مولانا یونس رضا خان

نواسۂ حجۃ الاسلام مولانا یونس رضا خان کی پیدائش بریلی میں اندازاً 1925ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد زمین داری میں مصروفیت اختیار کی۔ ان کی شادی مفسرِ اعظم مولانا ابراہیم رضا خان کی صاحبزادی دلشاد بیگم سے ہوئی۔[1] تقسیمِ ہند کے بعد یہ پاکستان آگئے اور ہری پور ہزارہ میں رہائش پذیر ہوئے اور تخت بائی کے علاقے میں ٹی آئی پی کے محکمہ میں ملازمت کرتے رہے۔ انہوں نے دوسرا نکاح بھی کیا مگر دونوں ازواج سے اولاد نہ ہوئی۔[2]

(2)غوثیہ بیگم

نواسیِ حجۃ الاسلام غوثیہ بیگم کی پیدائش بھی اندازاً 1923ء کو بریلی میں ہوئی اور وہیں پرورش پائی۔ ان کا نکاح حسنین محمد خان المعروف خلیق میاں (پیدائش 1335ھ مطابق 1917) سے بریلی میں ہوا۔

قیامِ پاکستان کے بعد غوثیہ بیگم نے ان کے ساتھ بریلی سے ہری پور میں ہجرت فرمائی۔ ان کے ہمراہ ان کے بھائی محمد یونس رضا خان اور ان کی زوجہ دلشاد بیگم بنتِ مولانا ابراہیم رضا خان بھی تھیں۔ غوثیہ بیگم عادات و اخلاق کے اعتبار سے نہایت سادہ طبیعت کی مالکہ تھیں۔ ان کی زندگی نمود و نمائش، اسراف اور دنیاوی تکلفات سے پاک تھی۔ سادگی ان کے مزاج کا حصہ تھی اور اسی سادگی کے ساتھ وہ اپنی پوری زندگی گزارتی

1. مفسرِ اعظم، ص12
2. تجلیاتِ تاج الشریعہ، ص100

www.dawateislami.net

رہیں۔ ذاتی استعمال کے لیے ان کے پاس صرف دو تین سوٹ ہوتے، اس سے زائد جو کچھ بھی میسر آتا، وہ کسی ضرورت مند کو دے دیتیں۔مال و اسباب کو سنبھال کر رکھنے کے بجائے اللہ پاک کی راہ میں خرچ کرنا ان کی فطرت بن چکا تھا۔

عبادت کے معاملے میں غوثیہ بیگم کی زندگی نہایت مثالی تھی۔ نماز کی سخت پابندی ان کا مستقل معمول تھا۔ صدقہ و خیرات کو وہ محض وقتی عمل نہیں بلکہ ایک مستقل عبادت سمجھتی تھیں۔ جمعرات کو مرحومین کے لئے فاتحہ، ماہانہ گیارھویں شریف، میلاد شریف اور دیگر دینی معمولات ان کی زندگی کا لازمی حصہ تھے۔ ان مواقع پر دعا کرنا، اللہ پاک اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی یاد میں مشغول رہنا ان کے دل کی گہرائیوں سے جڑا ہوا تھا۔ جب وہ کینسر جیسے موذی مرض میں مبتلا ہوئیں تو بھی ان کی عبادات میں کوئی نمایاں کمی نہ آئی۔ بیماری کے سخت ترین مراحل میں بھی نماز اور تلاوتِ قرآن کی پابندی کرتی رہیں۔ حتیٰ کہ آخری ایام میں جب طبیعت انتہائی خراب ہو گئی اور بیماری شدت اختیار کر گئی، تب بھی ان کے دل میں عبادت کا شوق کم نہ ہوا۔

رمضان کے روزے جب جسمانی مجبوری کے باعث نہ رکھ سکیں تو شریعت کے مطابق ان کا فدیہ باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتی رہیں، تاکہ کوئی دینی ذمہ داری ان کے ذمے باقی نہ رہے۔

غوثیہ بیگم کی عبادت گزاری اور صبر و استقامت کا اثر ان کے ارد گرد کے لوگوں پر بھی پڑا۔ خصوصاً راوی کے لیے ان کی زندگی ایک عملی درس بن گئی۔ کینسر جیسی تکلیف دہ بیماری میں بھی نماز کی پابندی دیکھ کر راوی نے خود بھی نماز کی پابندی شروع کی، جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ غوثیہ بیگم نہ صرف اپنے لیے بلکہ دوسروں کے لیے بھی ہدایت

www.dawateislami.net

اور ترغیب کا ذریعہ بنیں۔

غوثیہ بیگم ایک ایسی با عمل، صابرہ، متقی اور سادہ مزاج خاتون تھیں جن کی پوری زندگی دین سے وابستگی، ایثار، عبادت اور اخلاقی مضبوطی کی عملی تصویر تھی۔ ان کا کردار آج بھی اہلِ خانہ اور دیکھنے والوں کے لیے ایک خاموش مگر گہرا پیغام رکھتا ہے کہ اصل عظمت ظاہری آسائش میں نہیں بلکہ اللہ پاک کی رضا کے لیے جینے اور صبر و شکر کے ساتھ زندگی گزارنے میں ہے۔

غوثیہ بیگم کے دو بیٹے طاہر کمال خان(پیدائش 1958ء)، ناصر سلطان خان اور چار بیٹیاں ہیں۔

اولاد کی تربیت کے معاملے میں غوثیہ بیگم نہایت سنجیدہ اور حساس تھیں۔ اس حوالے سے کسی قسم کی غیر ضروری رعایت یا نرمی کو پسند نہیں کرتی تھیں۔ ان کی تربیت میں اصول پسندی، دینی شعور اور عملی پابندی نمایاں تھی۔ وہ سمجھتی تھیں کہ اولاد کی درست دینی تربیت ہی اصل سرمایہ ہے، اسی لیے اس معاملے میں وہ سختی سے کام لیتی تھیں، تاکہ اولاد دین پر قائم رہے اور زندگی میں نظم و ضبط سیکھے۔ غوثیہ بیگم نے 7 محرم 1412ھ مطابق 20 جولائی 1991ء کو وصال فرمایا۔ جبکہ ان کے شوہر خلیق میاں نے 18 رمضان 1424ھ مطابق 14 نومبر 2003ء کو ہری پور میں وفات پائی۔ دونوں کی تدفین ڈھیری سکندر پور ہری پور سٹی قبرستان میں کی گئی۔

www.dawateislami.net

(3) مولانا حسنین رضا خان

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان نے اپنی بیٹی کنیز حسنین عرف چھوٹی بیگم کا نکاح اپنے بھتیجے مولانا حسنین رضا خان سے فرمایا۔[1]

مولانا حسنین رضا خان استاذِ زمن مولانا حسن رضا خان کے چھوٹے صاحبزادے، معقولات و منقولات کے جامع، ذہین و فطین و محنتی، کئی کُتُب کے مصنف، مدرس دار العلوم منظرِ اسلام، استاذ العلماء، شاعر و ادیب، بانیٔ حسنی پریس و ماہنامہ الرضا و جماعت انصار الاسلام اور جذبۂ خیر خواہیِ مسلم سے مالامال تھے۔ آپ کے قائم کردہ حسنی پریس بریلی سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کی دو سو سے زائد کتب شائع ہوئیں۔

پیدائش و خاندان

استاذ العلماء حضرت مولانا حسنین رضا خان کی پیدائش استاذِ زمن مولانا حسن رضا خان کے گھر محلہ سوداگران بریلی شریف، یوپی ہند میں جمادی الاخریٰ 1310ھ مطابق جنوری 1893ء کو ہوئی۔ یہ مکان موجودہ آستانۂ عالیہ قادریہ رضویہ کے عقب میں واقع ہے۔ اسی مکان میں آپ کی پیدائش سے چھ ماہ بعد 22 ذوالحجہ 1310ھ کو مفتیِ اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خان پیدا ہوئے۔[2]

یہ وہی مکان ہے جس میں مولانا حسنین رضا خان کے دادا رئیس المتکلمین مفتی نقی علی خان محلہ جسولی (موجودہ نامہ محلہ ذخیرہ) سے منتقل ہوئے اور پھر ساری زندگی یہیں مقیم

❶ حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص19
❷ جہانِ مفتیِ اعظم، ص102

www.dawateislami.net

رہے۔ ساتویں دن آپ کا عقیقہ ہوا اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے آپ کا نام محمد رکھا۔ عرف حسنین رضا طے پایا۔

آپ کا شجرۂ نسب اس طرح ہے: مولانا حسنین رضا خان بن مولانا حسن رضا خان بن مفتی نقی علی خان بن مفتی رضا علی خان بن حافظ کاظم علی خان بن حضرت محمد اعظم خان بن محمد سعادت یار خان بن محمد سعید اللہ خان بڑھیچ قندھاری۔

آپ کی والدہ اصغری بیگم بنتِ علیم اللہ خان بن اعظم خان بن معظم خان بن محمد سعادت یار خان بن محمد سعید اللہ خان ہیں۔ (1)

تعلیم وتربیت

ابتدائی تعلیم آپ نے گھر میں حاصل کی۔ تایا جان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان سے بھی شرفِ تلمذ پایا۔ اس کے بعد دار العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف میں داخلہ لیا۔ یہاں آپ کے اساتذہ میں والدِ گرامی مولانا حسن رضا،

مولانا رحم الٰہی منگلوری (2)،

بدر الطریقہ مولانا عبد العزیز خان بجنوری (3)،

❶ ماہنامہ سنی دنیا، مولانا حسن بریلوی نمبر، اگست 1994ء، ص 17

❷ استاذ العلماء حضرت مولانا رحم الٰہی منگلوری چشتی صابری رضوی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت منگلور (ضلع مظفر نگر، یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ ماہرِ معقولات عالم، صدر مدرس دار العلوم منظرِ اسلام بریلی اور مجازِ طریقت تھے۔ آپ نے بحالتِ سفر (غالباً 28) صَفَرُ الْمُظَفَّر 1363ھ کو وصال فرمایا۔ (تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 138... کوٹ ادو کے نعت گو، ص 60)

❸ استاذ العلماء، حضرت مولانا حافظ عبد العزیز خان رضوی محدث بجنوری رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت بجنور

(باقی اگلے صفحہ پر)

www.dawateislami.net

علامہ ظہور الحسین رامپوری[1]

اور مولانا سید بشیر احمد علی گڑھی[2] وغیرہ شامل ہیں۔

آپ نہایت ذہین و فطین تھے اور حصولِ علم کا جذبہ بھی خوب رکھتے تھے۔ اساتذہ

(یوپی، ہند) میں ہوئی۔ آپ عالم، مدرّس، صوفیِ باصفا اور شیخِ طریقت تھے۔ جامعہ منظرِ اسلام بریلی میں طویل عرصہ تدریس کی۔ 8 جمادی الاولیٰ 1369ھ میں بریلی شریف میں وصال فرمایا۔ تدفین انجمنِ اسلامیہ بریلی قبرستان میں ہوئی۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص181)

❶ شمس العلماء علامہ محمد ظہور الحسین فاروقی مجددی رامپوری کی پیدائش 1273ھ مطابق 1857ء کو رام پور کے علمی گھرانے میں ہوئی۔ آپ نے 20 سال مدرسہ عالیہ رامپور، چار سال مدرسہ راندیر ضلع سورت، صوبہ گجرات، چھ سال مدرسہ حنفیہ جونپور میں صدر مدرس رہنے کے بعد 1332ھ میں دار العلوم منظرِ اسلام بریلی سے منسلک ہو گئے، یہاں چھ سال صدر مدرس کے عہدے پر فائز رہے۔ اس کے بعد مدرسہ عالیہ کے پرنسپل رہے جبکہ آخری سال مادرِ علمی مدرسہ ارشاد العلوم رامپور میں خدمات سر انجام دے کر وصال فرمایا۔ آپ طریقہ خیر آبادی کے کہنہ مشق مدرس، محقق اور مناظرِ اہلِ سنت تھے۔ آپ اپنی زندگی میں تدریس کے علاوہ فتاویٰ نویسی، مناظرہ، خطابت اور کتبِ درسیہ پر حواشی قلمبند فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا وصال 12 جمادی الاخریٰ 1342ھ مطابق 19 جنوری 1924ء کو رامپور میں ہوا۔ تدفین مزار احاطہ تاج المحدثین مفتی ارشاد حسین میں کی گئی۔ (خورشید منیر (حیات علامہ محمد ظہور الحسین رامپوری)، ص43، 49، 50، 54، 86، 87)

❷ ماہرِ معقولات و درسیات، استاذ العلماء علامہ سید بشیر احمد علی گڑھی کی پیدائش علی گڑھ، یوپی ہند میں ہوئی۔ استاذ الکل علامہ لطف اللہ علی گڑھی سے درسیات کی تکمیل کی۔ استاذ کی حیات میں ہی مادرِ علمی میں تدریس کرنے لگے۔ 1321 یا 1323ھ میں دار العلوم منظرِ اسلام بریلی میں صدر مدرس ہوئے، کچھ عرصہ جامعہ شمس العلوم بدایون میں بھی صدر مدرس رہے۔ آخری عمر میں بھی مادرِ علمی میں تدریس کرتے رہے۔ آپ کا وصال علی گڑھ میں ہوا۔ (تذکرۂ علمائے اہل سنت، ص72، 73... استاذ الکل مفتی لطف اللہ علی گڑھی، ص51)

www.dawateislami.net

آپ کی لگن، محنت اور ذہانت سے نہ صرف مطمئن بلکہ خوش تھے۔ مفتیِ اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خان اور آپ دونوں ہم سبق وہم درجہ تھے۔ 21 تا 24 شعبان المعظم 1323ھ مطابق 1905ء کے سالانہ امتحان کے لیے مفتی عبد السلام جبل پوری[1] اور دیگر علما تشریف لائے۔ یہ دار العلوم منظرِ اسلام کے قیام کا دوسرا سال تھا۔ اس سال مفتیِ اعظم ہند اور آپ نے کافیہ اور ایساغوجی وغیرہ کتب پڑھیں۔

مفتی عبد السلام جبل پوری نے ایک مکتوب میں اس امتحان کے بارے میں جو تحریر کیا ہے اس میں دیگر طلبہ کے ساتھ مفتیِ اعظم ہند اور آپ کا ذکر اس طرح فرمایا ہے: طلبہ نے امتحان بہتر عمدہ اعلیٰ درجہ دیا، کل نظم ونسقِ مدرسہ اور طرزِ تعلیم وطریقۂ درس وتدریس نہایت فائق وشائستہ ہے اور مدرسین وطلبہ ہر طرح پر قابلِ آفرین وتحسین ہیں۔ فارسی کتبِ درسیہ اور ہدایۃ النحو، کافیہ، شرح ملا جامی، ایساغوجی، شرح تہذیب، قطبی، ملا حسن، حمد اللہ، شرح وقایہ، ہدایہ، نور الانوار، شفا شریف وغیرہا کتب زیرِ درس میں جو مقام طلبہ کے سامنے امتحاناً پیش کئے گئے، عبارتیں صحیح پڑھ کر مقاصدِ کتاب ومطالبِ عبارات کو بعض طلبہ نے معاً، بعض نے تاملاً معقول طور پر اچھی طرح بیان کیا۔ خصوصاً میاں مولوی مصطفے رضا خان اور میاں مولوی حسنین رضا خان نے جس عمدگی اور خوبی وخوش اسلوبی کے ساتھ نہایت بلند مرتبہ کا شاید وباید محققانہ امتحان دیا حق تو یہ ہے کہ وہ انہی کا حصہ تھا۔ بارك الله

---

[1] عید الاسلام، حضرت مولانا مفتی حافظ عبد السلام رضوی جبل پوری رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 1283ھ میں جبل پور (ایم پی، ہند) میں ہوئی۔ تعلیم والدِ گرامی سے حاصل کی۔ اعلیٰ حضرت کے مرید وخلیفہ ہیں۔ جبل پور میں دارُ الافتاء عید الاسلام قائم کیا۔ 14 جمادی الاولیٰ 1371ھ کو جبل پور میں وصال فرمایا۔ مزار شریف مشہور ہے۔ (برہانِ ملت کی حیات وخدمات، ص 28-37)

www.dawateislami.net

فی علمھما و فھمھما۔ [1]

آپ 1328ھ مطابق 1910ء کو اٹھارہ سال کی عمر میں دار العلوم منظرِ اسلام بریلی سے فارغ التحصیل ہوئے۔ اس کے بعد آپ رامپور تشریف لے گئے [2] اور وہاں علامہ سید ہدایت رسول قادری [3] سے مزید کتب پڑھیں۔ [4]

بیعت و خلافت

مولانا حسنین رضا خان نے حسبِ دستورِ خاندان بیعت کا شرف سراج العارفین سیّد ابو الحسین احمد نوری مارہروی سے حاصل کیا۔ اعلیٰ حضرت نے آپ کو پڑھایا، تربیت کی اور اپنی تمام اسانید و مرویات اور سلاسل کی اجازات و خلافت سے نوازا۔ یوں آپ تلمیذ و خلیفۂ اعلیٰ حضرت ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے خلفا کا ذکر ایک نظم میں

---

1. ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا صد سالہ منظرِ اسلام نمبر، قسط اول، شمارہ 41، جلد 5 تا 7، مئی تا جولائی 2001ء، ص 251 تا 255
2. تجلیاتِ تاج الشریعہ، ص 95 میں ہے: مولانا حسنین رضا خان نے رامپور جا کر ارشاد العلوم میں معقولات کی کچھ کتابیں پڑھیں مگر دیگر مصادر میں ارشاد العلوم میں کتب پڑھنے کی بات تحریر نہیں۔
3. علامہ سید ابو الوقت ہدایت رسول قادری کی پیدائش 1860ء کو رامپور، یوپی ہند کے بخاری سادات گھرانے میں ہوئی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد انہوں نے وعظ کے لیے ہند بھر کا سفر کیا۔ یہ بہترین مناظر اور قوم کے نڈر قائد تھے۔ بیعت و خلافت کا شرف خاتم الاکابر سید ابو الحسین نوری مارہروی سے حاصل ہوا۔ علامہ نقی علی خان اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے بھی استفادہ کیا۔ اعلیٰ حضرت نے انہیں خلافت سے نوازا اور فرمایا: اگر مجھ جیسا لکھنے والا اور مولانا ہدایت رسول جیسا بولنے والا ہند میں اور ہوتا تو بدمذہبیت کا نشان تک نہ رہتا۔ انہوں نے کتب خانہ قادریہ نوریہ رامپور قائم فرمایا جس میں 80 ہزار کتب تھیں۔ انہوں نے 23 رمضان 1332ھ مطابق 1915ء شبِ جمعہ وصال فرمایا۔ (تذکرۂ مولانا سید وزارت رسول قادری، ص 8 تا 11)
4. سیرت اعلیٰ حضرت، ص 21

www.dawateislami.net

بھی کیا ہے، اس میں آپ کے بارے میں یہ شعر فرمایا:

دے حسنین وہ تقبیح ان کو | جس سے برے کھسیاتے یہ ہیں

اس شعر کے تحت مفتیِ اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان نے آپ کا تعارف ان الفاظ کے ساتھ کروایا ہے: اخی المکرم مولانا مولوی حسنین رضا خاں صاحب قادری برکاتی نوری تلمیذ و خلیفۂ اعلیٰ حضرت مدظلہ و خلفِ اوسطِ عمِ مکرم مولانا مولوی محمد حسن رضا خان صاحب قادری برکاتی نوری قدس سرہ۔[(1)]

درس و تدریس

فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے دار العلوم منظرِ اسلام میں تدریس کا آغاز کیا۔ ابتدا میں آپ ابتدائی درجات کو پڑھاتے تھے، پھر آپ کے شوق اور لگن کی وجہ سے متوسط درجات کی کتب پڑھانے کی ذمہ داری بھی سونپی گئی، جو آپ کی عمر کے اعتبار سے بڑی ذمہ داری تھی۔ آپ نے اسے بھی خوب نبھایا، پھر جب آپ نے محرم 1338ھ میں ماہنامہ الرضا بریلی شریف کا آغاز کیا تو کاموں کی مصروفیت کی وجہ سے ذوالحجہ 1338ھ میں ایک درجے کی کتب پڑھانے سے استعفیٰ دے دیا۔ البتہ! ایک درجے کی تدریس جاری رکھی۔ چنانچہ،

آپ خود تحریر فرماتے ہیں: درس و تدریس کا مجھے ایک زمانہ سے شوق ہے۔ مجھے اپنے اس شوق میں اپنے قدیمی محسن مدرسۂ اہلِ سنت (منظرِ اسلام) سے بڑی مدد ملتی رہتی ہے۔ اس متبرک دار العلوم نے اپنی ضرورت سے پچھلے دنوں مجھے دو درجے کا مدرس کر دیا تھا،

1. الاستمداد علی اجیال الارتداد، ص69

www.dawateislami.net

جس سے بظاہر بار (وزن) بڑھنا سمجھا جاتا ہے، مگر حقیقتاً میرے شوق کی تکمیل ہوتی تھی۔ اب جب میں نے پرچے (ماہنامہ الرضا) کے کاموں میں الجھن دیکھی تو میں ایک درجہ کے درس سے ابھی اس ذی الحجہ 1338ھ میں دست کش ہو گیا۔ میں (نے) اس پرچہ کو جاری رکھنے کے لئے اپنے شوق کا خون کیا ہے۔[1]

آپ طلبہ کو اپنے گھر میں بھی مقررہ اور غیر مقررہ اوقات میں پڑھاتے رہتے تھے۔ آپ کا طبعی رجحان تدریس کی جانب تھا۔ معقولات و منقولات کی کتب پڑھانے کی کامل استعداد رکھتے تھے۔ کبھی سفر وغیرہ کی وجہ سے رات میں آئندہ کے اسباق کی تیاری نہ کرپاتے تو ناغہ نہیں کرتے تھے بلکہ بغیر مطالعہ کے درس دیتے۔ سبق جتنا بھی مشکل ہوتا، ذہین طلبہ کے اعتراضات کے مدلل اور تسلی بخش جوابات دیتے اور کسی کو محسوس بھی نہیں ہونے دیتے کہ بغیر تیاری کے پڑھارہے ہیں۔[2]

آپ کے اہم شاگردوں میں شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی خان، استاذ العلماء مفتی تقدس علی خان، مفتی اعجاز ولی خان، مولانا سردار علی خان عزو میاں، علامہ غلام جیلانی اعظمی، محسنِ قوم مولانا حامد علی فاروقی رائے پوری، ایڈیٹر ماہنامہ یادگارِ رضا بریلی مولانا ابرار حسین حامدی تلہری، لالہ میاں مولانا ادریس رضا خان، امینِ شریعت مولانا سبطین رضا خان اور حبیب العلماء مولانا حبیب رضا خان وغیرہ شامل ہیں۔[3]

---

1. مولانا حسنین رضا خان حیات وخدمات، ص 30، 31
2. مولانا حسنین رضا خان حیات وخدمات، ص 31، 32
3. مولانا حسنین رضا خان حیات وخدمات، ص 107... سیرت اعلیٰ حضرت، ص 21، 22

www.dawateislami.net

درس و تدریس اور اس کے علاوہ بھی آپ کی گفتگو آخری نبی، محمدِ عربی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی سیرت و اخلاقِ حسنہ اور صحابہ و اولیا کے حالات و واقعات پر مشتمل ہوتی تھی، بیان کا انداز ایسا دلچسپ ہوتا تھا کہ وُکلا، بیرسٹر جیسے پڑھے لکھے لوگ بھی آپ کی بات کو پوری توجہ اور انہماک سے سنا کرتے اور اثر قبول کیا کرتے تھے۔ آپ کے اقوالِ زریں میں کچھ بیان کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے جملوں میں کتنی گہرائی اور حکمت ہوا کرتی تھی: (1) حرام مال رہتا نہیں، بہتا ہے۔ (2) ہر مصیبت درسِ عبرت ہے۔ (3) مصیبت پر رونا دہری مصیبت ہے۔ (4) صبر اور چارۂ کار کی تلاش بہتر ہے۔ (5) خدا کا دوست سب کا دوست ہے اور اس کا نافرمان کسی کا دوست نہیں۔ (6) جس نے خدا سے عہد شکنی کی، دنیا کو اس سے امیدِ وفا کتنی؟[1]

اعلیٰ حضرت کا اعتمادِ کلی

علامہ حسنین رضا خان معقولات و منقولات مروجہ تمام علوم پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ آپ کو اعلیٰ حضرت کا مکمل اعتماد حاصل تھا، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے اپنی وفات سے پہلے محرم یا صفر 1340ھ میں ہونے والے ایک جلسے کے بعد اپنے دادا مفتی رضا علی خان، والدِ محترم مولانا نقی علی خان اور اپنی دینی خدمات کا تسلسل بیان کرتے ہوئے اپنے دونوں بیٹوں حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا اور مفتیِ اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خان کے ساتھ آپ کو شامل کرتے ہوئے علم، فتویٰ، امامت اور خدمتِ دین کی وراثت سونپی۔ تینوں کو باہمی اتحاد، تعاون اور دیانت داری کی وصیت فرمائی۔

[1] سیرتِ اعلیٰ حضرت، ص23، 28، 29

www.dawateislami.net

چنانچہ آپ نے فرمایا:اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے کرم سے اس گھر سے فتوے نکلتے نوے برس سے زائد ہو گئے۔میرے دادا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مدت العمر یہ کام کیا۔ جب وہ تشریف لے گئے تو اپنی جگہ میرے والد ماجد قدس سرہ العزیز کو چھوڑا۔میں نے چودہ سال کی عمر میں ان سے یہ کام لے لیا۔پھر چند روز بعد امامت بھی اپنے ذمے کر لی۔غرض کہ میں نے اپنی صغر سنی میں کوئی بار ان پر نہ رہنے دیا۔جب انہوں نے رحلت فرمائی تو مجھے چھوڑا اور اب میں تم تین کو چھوڑتا ہوں۔تم(حامد رضا)ہوئے،مصطفی رضا ہیں۔تمہارا بھائی حسنین ہے۔سب مل کے کام کروگے تو خدا کے فضل و کرم سے کر سکو گے،اللہ تمہاری مدد فرمائے گا۔[1]

قومی اور ملی خدمات

علامہ حسنین رضا خان جید عالمِ دین اور فقیہ و مدبر ہونے کے ساتھ قومی و ملی رہنما بھی تھے۔آپ مسلمانوں کی فلاح وبہبود اور دینی و دنیاوی ترقی کے لیے کوشاں رہتے تھے۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان نے سلطنت عثمانیہ کی اعانت و نصرت کے لیے شعبان 1339ھ میں جماعت انصار الاسلام بنائی تو آپ نے اس میں بھی بھرپور حصہ لیا۔آپ اس کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔اسی طرح مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت،اعمال کی بہتری،اللہ ورسول کی اطاعت اور اسلامی تعلیمات میں ڈھالنے کے لیے آل انڈیا جماعت رضائے مصطفی قائم ہوئی تو تحریروتقریر کے ذریعے آپ اس کے عملی طور پر رکن بنے۔تاریخ جماعت رضائے مصطفی میں آپ کا اندراج سرپرست عمومی میں درج ہے۔آپ حق بات کہنے

1 وصایا شریف،ص 21،22

www.dawateislami.net

اور حق بات قبول کرنے، اپنے مؤقف کو اچھے انداز سے پیش کرنے کی مکمل صلاحیت رکھتے تھے۔ چنانچہ اعلائے کلمۃ الحق کے لیے اہلِ ندوہ کے ساتھ بریلی میں رجب 1339ھ مطابق مارچ 1921 علمائے اہلِ سنت کا مناظرہ طے پایا تو مناظرین میں حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان، صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی، ملک العلماء علامہ سید ظفر الدین بہاری جیسے اکابرین کے ساتھ آپ کا نام بھی شامل کیا گیا۔[1]

اخلاقِ حسنہ اور خدمتِ خلق

مولانا حسنین رضا خان ایک جلیل القدر عالمِ دین، عبادت گزار، تلاوتِ قرآن کے شیدائی اور ذکر و درود میں ہمہ وقت مشغول رہنے والے بزرگ تھے۔ آپ کو احادیثِ مبارکہ کا وافر ذخیرہ زبانی یاد تھا، جنہیں حسبِ موقعہ بیان فرمایا کرتے۔ تایا جان امام احمد رضا، والد گرامی مولانا حسن رضا جیسے اعلیٰ پائے کے عشاقِ مصطفیٰ کی طویل صحبت کی برکت نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا عاشقِ صادق بنادیا تھا، اکثر دیکھنے میں آتا کہ حدیث پاک بیان کرتے ہوئے آپ کے قلب مبارک پر رقت طاری ہو جاتی اور آنسوؤں سے آنکھیں پرنم ہو جایا کرتی تھیں۔[2]

آپ مسلمانوں خصوصاً غریبوں کے خیر خواہ، ان کے دکھ درد میں شریک، مشکلات میں دستِ تعاون دراز کرنے والے اور باہمی جھگڑوں میں صلح و اصلاح کے خوگر تھے۔

1. تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ، ص43، 164، 299
2. استاذ العلماء مولانا حسنین رضا خان، ص10

www.dawateislami.net

طبیعت کے لحاظ سے نہایت شگفتہ مزاج، خوش گفتار اور محبت کرنے والے انسان تھے۔ یہی وجہ تھی کہ لوگ آپ سے بے پناہ محبت کرتے، آپ کی صحبت میں بیٹھنے کو سعادت سمجھتے اور دینی ودنیاوی معاملات میں آپ سے مشورہ لینا پسند کرتے تھے۔ آپ کی مجلس وسیع اور عام تھی، جہاں ہر شخص بلا جھجک حاضر ہو سکتا تھا۔ آپ کی گفتگو محبت وخلوص سے لبریز ہوتی، جس سے سامعین کے دل کھل اٹھتے اور چہروں پر مسکراہٹیں بکھر جاتیں۔ اگر کبھی کوئی گفتگو حدودِ اعتدال سے متجاوز ہونے لگتی تو آپ نہایت حکمت سے بات کارخ بدل دیتے اور حاضرین کو نیکی کی ترغیب اور برائی سے اجتناب کی تلقین فرماتے۔ یہی ایک باعمل عالمِ دین اور سچے مسلمان کا شیوہ ہے۔

لوگ اپنی ضرورتیں لے کر آپ کے پاس آتے اور آپ حتی المقدور ان کے مسائل حل فرمایا کرتے۔ بعض اوقات دوسروں کے کاموں میں مصروفیت کے باعث اپنے ذاتی امور مؤخر ہو جاتے، مگر آپ نے اپنی ذات کو گویا خلقِ خدا کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ معاشرے میں آپ کو بے حد عزت وتوقیر حاصل تھی اور آپ نے اس مقام واثر کو بھی عوام کی فلاح وبہبود کے لیے استعمال کیا۔ آپ کی کوششوں سے کئی بے روزگاروں کو روزگار ملا، متعدد قیدی رہا ہوئے، اور بہت سے لوگوں کے سرکاری محکموں میں رکے ہوئے کام انجام تک پہنچے۔[1]

آپ کے صاحبزادے امینِ شریعت مولانا سبطین رضا خان صاحب تحریر فرماتے ہیں: احباب کے لئے دل کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ جس وقت جس کو کسی چیز کی ضرورت

[1] سالنامہ تجلیات رضا، صدر العلما محدث بریلوی نمبر، شمارہ 6، ص 81

www.dawateislami.net

پیش آئی اور اس نے طلب کی فوراً بے تامل دے دی، پھر اس کی سمجھ میں آیا تو واپس دی ورنہ اسی کے پاس رہی۔ ایک مرتبہ ایک صاحب آئے اور کہا کہ میری اہلیہ ایک بڑے گھرانے کی شادی میں شرکت کے لئے جارہی ہیں اور ان کے پاس فلاں زیور کی کمی ہے۔ آپ مکان کے اندر تشریف لے گئے اور میری والدہ صاحبہ مرحومہ سے وہ زیور لے جاکر انہیں دے دیا، پھر تا زندگی انہوں نے واپس نہ کیا اور آپ نے بھی واپسی کا مطالبہ نہ فرمایا۔ اس سے بہتر آج کی دنیا میں ایثار و قربانی کی مثال اور کیا ہوسکتی ہے۔ احباب میں سے کبھی کسی کی معمولی سی دل شکنی گوارانہ فرمائی۔[1]

حسنی پریس کا قیام اور ماہنامہ الرضا کی اشاعت

انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں کی ابتدا میں ہند میں پریس ٹیکنالوجی اور پرنٹ میڈیا نے عروج پایا، اعلیٰ حضرت اور دیگر علمائے اہل سنت نے محرم 1314ھ سے مطبع اہل سنت وجماعت بریلی کا آغاز فرمایا۔[2]

آپ بھی اس کی اہمیت سے خوب واقف تھے۔ چنانچہ آپ نے اعلیٰ حضرت اور دیگر علمائے کرام کی کتب شائع کرنے کے لیے حسنی پریس کا آغاز فرمایا، اس کی ابتدائی وجہ یہ بنی کہ آپ نے محرم 1338ھ میں ماہنامہ الرضا بریلی کا آغاز فرمایا اور اس کی اشاعت کے لیے اپنے پریس کی حاجت محسوس کی، آپ نے دار العلوم منظر اسلام کی اپنی مصروفیت کم کر کے ماہنامہ اور پریس کے کام کی جانب اپنی توجہ مبذول کی۔ یہی زمانہ تھا جب جماعت

1. استاذ العلماء مولانا حسنین رضا خان، ص 11
2. مضمون: مطبع اہل سنت وجماعت بریلی تاریخی پس منظر اور اشاعتی خدمات، ص 6

www.dawateislami.net

رضائے مصطفی کا شعبہ نشر واشاعت بنایا گیا۔ دونوں مطبع اور جماعت رضائے مصطفی کی کوششوں سے 232 کتب شائع ہوئیں۔[1]

فتاویٰ رضویہ کی پہلی جلد کی اشاعت میں آپ کا فعال کردار تھا، آپ نے اس کی پروف ریڈنگ کی اور جماعت رضائے مصطفی کے تحت اس کی 1918ء میں پہلی جلد شائع ہوئی، یہ خوشخبری آپ کے مکتوب کی صورت میں اخبار دبدبۂ سکندری بابت 16 ستمبر 1918ء میں شائع ہوئی۔[2]

آپ نے ماہنامہ الرضا بریلی کے جو اغراض و مقاصد ترتیب دیئے اس کا خلاصہ کچھ یوں ہے: ماہنامہ الرضا بریلی کا مقصد مسلمانوں میں دینی شعور پیدا کرنا تھا تاکہ ان کے اقوال وافعال قرآن و سنت کے مطابق ہوں۔ اس کا مقصد خوفِ خدا اور محبتِ رسول کو دلوں میں راسخ کرنا، سیرتِ نبوی، صحابہ واہل بیت اور اولیائے کرام کے اقوال و نصائح سے عملی رہنمائی فراہم کرنا، علمِ دین کی قدر و برکت اجاگر کرنا، اسلافِ امت کی علمی و اخلاقی عظمت کو یاد دلانا، اسلامی اخوت، اخلاص، ہمدردی اور اعتدال کو فروغ دینا اور غیر شرعی رسومات وخرافات سے اجتناب کی تلقین کرنا ہے۔[3]

کتب ورسائل

آپ بنیادی طور پر تدریسی کتب کے مدرس، قومی وملی رہنما، پریس وماہنامہ کے منتظم تھے، اس کے ساتھ آپ نے کچھ کتب بھی تحریر فرمائیں جن میں نظام شریعت (تین حصے)،

❶ ان 232 کتب کی فہرست تاریخ رضائے مصطفی کے صفحہ 103 تا 110 پر موجود ہے۔

❷ تاریخ جماعت رضائے مصطفی، ص48، 96، 102، 103

❸ مولانا حسنین رضا خان، حیات اور خدمات، ص63، 64

www.dawateislami.net

دنیائے اسلام کے اسباب زوال، سیرت اعلیٰ حضرت مع کرامات، تاریخ مدینہ، روداد مناظرہ بریلی، وصایا شریف، دشت کربلا، روداد جلسہ اول جماعت انصار الاسلام اور کشکول فقر قادری اہم ہیں۔

آپ بہترین شاعر تھے، شعروادب کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ آپ کی خوش نصیبی کہ اعلیٰ حضرت نے شعروشاعری کی اصلاحات لیں۔ آپ کے کلام میں سوز و جذب کی ایسی تاثیر ہے کہ الفاظ خود بولتے محسوس ہوتے ہیں۔ آپ کا انداز سادہ، رواں اور بے ساختہ ہے۔ الفاظ کے درست اور بر محل استعمال پر کامل قدرت رکھتے ہیں۔ تشبیہوں، استعاروں اور محاوروں کو نہایت خوبصورتی اور قدرتی انداز میں برتتے ہیں۔ آپ کا کلام تصنع اور بناوٹ سے پاک، سادہ مگر دل نشین ہے۔ مشکل پسندی کے بجائے سادگی اور سہل پسندی کو ترجیح دی، اسی لیے آپ کے اشعار عام فہم، پراثر اور ادبی حسن سے بھرپور ہیں۔ آپ کا سارا کلام محفوظ نہ ہوسکا، البتہ! آپ کے گیارہ کلام اور کچھ قطعات کتاب مولانا حسنین رضا خان، حیات اور خدمات میں شائع کئے گئے ہیں۔ (1)

وفات و تدفین

مولانا حسنین رضا خان زندگی کے آخری سالوں میں بہت ضعیف ہوگئے تھے، زندگی کے تمام ہنگاموں سے دور ہو کر یادِ الٰہی میں مصروف رہتے، معمول کے مطابق پنج وقتہ نمازوں کی پابندی، اوراد و وظائف کا ورد، صبح و شام قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے، جب

(1) تاریخ جماعت رضائے مصطفی، ص104، 107... مولانا حسنین رضا خان، حیات اور خدمات، 95 تا 105... ماہنامہ سنی دنیا بریلی، جون جولائی 2014ء... تاج الاصفیا نمبر، ص33

www.dawateislami.net

اس کی بھی سکت نہ رہی تو ہر وقت زبان پر الحمد للہ والشکر للہ اور اللہ اللہ کا ورد جاری رہتا۔ یہاں تک کہ اللہ اللہ کہتے ہوئے 91سال عمر پاکر 5صفر المظفر 1401ھ مطابق 14دسمبر 1981ء بروز اتوار وصال فرما گئے۔ آپ کے غسل میں شامل ایک معمر اور دیندار شخص مولانا اعجاز حسین رضوی صاحب نے قسم کھا کر بتایا کہ دورانِ غسل مولانا حسنین رضا خان کی زبان پر لفظ اللہ جاری تھا، ایک مرتبہ مَیں نے خود سنا۔ آپ کی تدفین مزارِ حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان کے پائنتی صدر دروازے کے بائیں طرف کی گئی۔[1]

شادی اور اولاد

مولانا حسنین رضا خان کی شادی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی صاحبزادی کنیز حسنین عرف چھوٹی بیگم سے ہوئی۔ نکاح اعلیٰ حضرت نے پڑھایا اور دعاؤں سے نوازا۔ چھوٹی بیگم جلد ہی وفات پا گئیں، ان کی صرف ایک صاحبزادی شمیم فاطمہ تھیں۔

اعلیٰ حضرت کی نواسی شمیم فاطمہ کا ذکر خیر

اعلیٰ حضرت کی نواسی شمیم فاطمہ کا نکاح اپنے تایا جان حکیم حسین رضا خان کے صاحبزادے اور اعلیٰ حضرت کے نواسے مولانا جرجیس رضا سے ہوا۔ یہ ابتدائی عربی تعلیم کے بعد زمین داری کے کاموں میں مصروف ہوئے۔ ان کے ہاں ایک صاحبزادی صاحبہ ہوئیں جو بچپن میں انتقال کر گئیں، مولانا جرجیس رضا بھی شادی کے سات سال بعد

1 مولانا حسنین رضا خان، حیات اور خدمات، ص43، 44...استاذ العلماء علامہ حسنین رضا خان، ص14... تجلیات تاج الشریعہ، ص96

www.dawateislami.net

1946ء میں وصال فرماگئے۔[1]

دوسری شادی

مولانا حسنین رضا خان کا دوسرا نکاح منوری بیگم دختر سب انسپکٹر عبد الغنی، کانکر ٹولہ قدیم بریلی[2] سے ہوا، ان کی دوسری اہلیہ سے آپ کے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہوئیں۔[3]

آپ شادی کے کچھ عرصہ بعد محلہ سوداگران سے محلہ کانکر ٹولہ قدیم بریلی میں منتقل ہوگئے اور پھر ساری زندگی یہیں گزاری۔ مفتیِ اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خان جب بھی قدیم بریلی جاتے تو آپ کے گھر ضرور جایا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی اولاد کی تربیت اسلامی تعلیمات کے مطابق بہت اعلیٰ انداز میں فرمائی، آپ کو علومِ اسلامیہ سے گہرا لگاؤ تھا۔ آپ نے اپنی ساری اولاد کو تحصیل علومِ دینیہ کے لیے وقف کردیا۔ انہوں نے دنیاوی تعلیم کے لیے اسکول کا منہ بھی نہ دیکھا۔ حالانکہ آپ کے مالی حالات بہت اچھے تھے، آپ کی اپنی وسیع قابل کاشت زمین سے کافی آمدنی آتی تھی اور آپ انہیں اعلیٰ مغربی تعلیم دلا سکتے تھے، آپ نے ایسا نہ کیا اور اپنی اولاد کے لیے ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے: اے ربِ کریم! تو ان سب کو دین کا سچا خادم اور اعلیٰ حضرت کے علوم کا وارث بنا دے اور ان سے دین کی وہ خدمت لے جس سے تو اور تیرا رسول راضی ہوجائیں۔

---

1. حیات اعلیٰ حضرت، ص18... تجلیات تاج الشریعہ، ص100
2. محلہ کانکر ٹولہ پرانے شہر بریلی کا قدیم علاقہ ہے۔ اس محلے سے متصل بریلی کے مشہور ولی اللہ حضرت شاہ دانا ولی کا مزار پر انوار ہے۔ (ماہنامہ سنی دنیا بریلی، جون جولائی 2014ء... تاج الاصفیا نمبر، ص34)
3. سالنامہ تجلیات رضا، صدر العلما محدث بریلوی نمبر، شمارہ 6، ص79

www.dawateislami.net

بریلی کے مشہور قابل وکیل عزیز احمد خان ایڈوکیٹ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے اور قدرے بے تکلف تھے، وہ کبھی کبھی کہہ دیا کرتے کہ حضرت! آپ سب بچوں کو نِرا مولوی بنائے دیتے ہیں، کم از کم ایک کو انگریزی پڑھائیے۔ آپ انہیں خوش اسلوبی سے ٹال دیتے اور فرماتے کہ ہاں! انہیں نِرا مولوی ہی بنانا ہے اور اسی میں ان کی فلاح ہے۔[1]

پھر وہ وقت بھی آیا کہ آپ کے تینوں صاحبزادے جلیل القدر عالم دین اور پیر طریقت بنے۔ بڑے صاحبزادے مولانا سبطین رضا خان صاحب قطب چھتیس گڑھ، امین شریعت، منجھلے صاحبزادے مولانا تحسین رضا خان صدر العلماء، محدث بریلوی اور سب سے چھوٹے صاحبزادے حبیب رضا خان تاج الاصفیاء، حبیب العلماء، حبیب ملت جیسے القابات سے ملقب ہوئے۔ آپ کی صاحبزادی عربی فارسی تعلیم سے روشناس، معاملہ فہم اور زیرک تھیں، یہ تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان ازہری سے منسوب ہوئیں اور پیرنی اماں صاحبہ کے لقب سے ملقب تھیں۔[2] مزید تفصیل بیان کی جاتی ہے:

مولانا سبطین رضا خان

مولانا حسنین رضا خان کے بڑے صاحبزادے مولانا سبطین رضا خان ہیں، ان کی پیدائش 2 نومبر 1927ء کو محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہوئی۔ آپ کا نام محمد عرف سبطین رضا اور القابات امین شریعت، حکیم الاسلام، شبیہ مفتیِ اعظم ہند اور مفتیِ اعظم ایم

(1) استاذ العلماء علامہ حسنین رضا خان، ص10

(2) مولانا حسنین رضا خان، حیات اور خدمات، ص130

www.dawateislami.net

پی ہیں۔ برادر اعلیٰ حضرت مولانا محمد رضا خان نے بسم اللہ پڑھائی، قرآن پاک حافظ سید شبیر علی رضوی سے پڑھا، والد ماجد سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ بچپن میں ہی والدین کے ساتھ درسِ نظامی کی ابتدائی کتب جامعہ رضویہ محلہ گھیر جعفر خان پرانی بریلی میں مولانا قاضی شمس الدین رضوی سے پڑھیں، اس کے بعد دار العلوم مظہر اسلام بریلی میں داخلہ لیا، آپ کے اساتذہ میں صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی، محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد، شیخ الادب مولانا غلام جیلانی اعظمی، حافظ عبد الرؤف بلیاوی، مفتی وقار الدین قادری، مولانا ظہیر الدین زیدی وغیرہ شامل ہیں۔

بیعت وخلافت کا شرف مفتیِ اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خان سے حاصل ہوا۔ والد گرامی نے بھی سلاسل تصوف کی اجازت عطا فرمائی۔

ان کا نکاح 18 شعبان 1376ھ مطابق 28 مارچ 1957ء میں مفتی عبد الرشید فتح پوری کی صاحبزادی سے ہوا۔ یہ دار العلوم مظہر اسلام بریلی سے فارغ التحصیل ہو کر یہیں تدریس کرنے لگے، اس کے بعد مدرسہ اشاعت الحق ہلدوانی ضلع نینی تال میں تین سال پڑھایا۔ 1958ء میں جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ 1963ء میں مدرسہ فیض الاسلام کانکیر، کیش کال ضلع بستر، مدھیہ پردیش کے مدرس مقرر ہوئے اور 15 سال تدریس کی۔ اسی دوران ادارہ اہل سنت، رائے پور کے سرپرست و نگران رہے۔ آپ نے کئی مدارس اور مساجد کی بنیاد رکھی جن میں مسجد و دار العلوم امین شریعت کانکیر، دار العلوم انوار مصطفیٰ رائے پور اور رضا مسجد رائے پور اہم ہیں۔

یہ مصنف وشاعر بھی تھے، کلام کا مجموعہ کلام سبطین اور مضامین کا مجموعہ مضامین

www.dawateislami.net

امین شریعت ہے۔ آپ کے مکتوبات اور خطابات کے مجموعے مکتوبات امین شریعت اور خطابات امین شریعت شائع ہو چکے ہیں۔ یہ جید عالم دین، فرائض وواجبات کے ساتھ سنن ومستحبات کے بھی سختی سے عامل تھے۔ تقویٰ وپرہیز گاری، خلق خدا سے محبت، منکسرانہ مزاج، مسکراتا چہرہ، تعویذات وعملیات کے ذریعے خدمت خلق، نیکی کی دعوت ومسلک حقہ اہل سنت واعلیٰ حضرت پر عمل کی تلقین وغیرہ ان کے اوصاف حمیدہ تھے۔

انہوں نے 26 محرم 1437ھ مطابق 9 نومبر 2025ء کو وصال فرمایا۔ تدفین کانکر ٹولہ قدیم بریلی میں اپنے مکان کے باہر کی گئی۔[1]

ان کی تین صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے جنید رضا خان عرف سلمان میاں اور عبید رضا خان عرف نعمان میاں ہیں، سلمان میاں کے دو صاحبزادے سفیان رضا خان اور شازان رضا خان ہیں جبکہ نعمان میاں کی ایک صاحبزادی اور دو صاحبزادے طلحہ رضا خان اور حنظلہ رضا خان ہیں۔[2]

مولانا تحسین رضا خان

مولانا حسنین رضا خان کے منجھلے صاحبزادے مولانا تحسین رضا خان کی پیدائش 14 شعبان 1348ھ مطابق 1930ء کو محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہوئی۔ آپ کا نام محمد عرف تحسین رضا اور القابات صدر العلماء، محدث بریلوی، شیخ الحدیث، استاذ الاساتذہ، مظہر مفتی اعظم ہند اور یادگارِ اسلاف ہیں۔ آپ کے والد گرامی محلہ کانکر ٹولہ، قدیم سٹی

1. مینار ولایت، ص44 تا 60... سہ ماہی امین شریعت، امین شریعت نمبر، ص178 تا 184
2. حسن رضا بریلوی فن اور شخصیت، ص10

www.dawateislami.net

بریلی منتقل ہوگئے تھے، اس لیے آپ نے بچپن، جوانی اور بڑھاپا اسی محلے میں گزارا۔ بغدادی قاعدہ حافظ سید شبیر علی رضوی سے پڑھا، درسِ نظامی کی ابتدائی کتب جامعہ رضویہ محلہ گھیر جعفر خان پرانی بریلی میں مولانا قاضی شمس الدین رضوی سے پڑھیں۔ تقریباً 1360ھ میں دار العلوم مظہرِ اسلام بریلی میں داخلہ لیا اور 1368ھ میں دار العلوم منظر اسلام کے اساتذۂ علوم وفنون میں مہارت پائی۔ آپ کے اساتذہ میں صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی، مفتیِ اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خان، شیخ الادب مولانا غلام جیلانی اعظمی، مفتی وقار الدین قادری، مولانا سردار علی خان عزو میاں شامل ہیں۔

والد محترم مولانا حسنین رضا خان نے فرمایا: تحسین رضا درسِ حدیث اور صحاح ستہ کی تکمیل کے لیے تمہیں لائل پور (فیصل آباد) پاکستان محدث اعظم، شیخ الحدیث مولانا سردار احمد رضوی مدظلہ العالی کی خدمت میں جانا ہے اور درسِ حدیث انہیں سے لینا ہے، ان کے درس کا جواب نہیں۔ چنانچہ انہوں نے دورہ حدیث شریف کے لیے جامعہ رضویہ مظہر الاسلام، جھنگ بازار فیصل آباد پاکستان داخلہ لیا اور 1375ھ مطابق 1956ء کو فارغ التحصیل ہوئے۔

آپ کے ذوقِ مطالعہ، پابندیِ اوقات، جدوجہد، متواضع وخلیق طبیعت، اساتذہ کی عزت وتکریم کی وجہ سے اساتذہ کرام نے توجہ دی اور آپ جید عالم دین، ماہر علوم وفنون، محقق ومحدث، فقیہ ومتکلم اور مناظر بن کر ابھرے۔ انہوں نے مدرسہ عالیہ رامپور میں استاذ ادبیات مولانا مرزا محمد یوسف سے استفادہ کرکے السنہ الشرقیہ (عالم عربی وفاضل عربی)

www.dawateislami.net

کے امتحانات الہ آباد بورڈ سے امتیازی حیثیت سے پاس کئے۔[1]
بیعت کا شرف مفتیِ اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان سے 1943ء کو حاصل کیا اور 25صفر 1380ھ کو خلافت سے نوازے گئے۔
مفتی اعظم ہند فرماتے ہیں:صاحب (مولانا حسنین رضا خان کا خاندانی لقب) کے جتنے لڑکے ہیں سبھی خوب ہیں، باصلاحیت وبالیاقت ہیں مگر ان میں تحسین رضا کا جواب نہیں، ایک مرتبہ فرمایا: دولوگ ایسے ہیں جن پر مجھے مکمل اعتماد اور بھروسا ہے، ایک تحسین رضا اور دوسرے (تاج الشریعہ) اختر میاں (الازہری)۔[2]
صدر العلماء نے دار العلوم مظہر اسلام میں 19 سال، دار العلوم منظر اسلام میں 7سال اور جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف میں 23سال اور تقریباً اڑھائی سال جامعۃ الرضا بریلی میں تدریس فرمائی۔ان کے 51سالہ دورِ تدریس میں آپ اکثر صدر المدرسین اور شیخ الحدیث رہے۔[3] یہ کہنہ مشق مدرس ہونے کے ساتھ اچھے شاعر بھی تھے، ان کا شعری مجموعہ بنام گلہائے بخشش مطبوعہ ہے۔آپ کی نعت میں آپ کی علمی سنجیدگی اور طبیعت کے سلجھے پن کا عکس ہے۔آپ کی نعت ایک محدث اور ایک منطقی کے فضل وکمال کا اظہار ہے۔[4] ان کے مشہور شاگردوں میں تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان ازہری، فقیہ النفس مفتی مطیع الرحمن رضوی، ماہر رضویت مولانا حنیف خاں رضوی، خالد ملت مولانا

---

❶ تذکرہ علمائے اہل سنت، ص73

❷ سالنامہ تجلیات رضا، صدر العلما محدث بریلوی نمبر، 2007، ص83 تا 96...نوادرات محدث اعظم پاکستان، ص415

❸ سالنامہ تجلیات رضا، صدر العلما محدث بریلوی نمبر، 2007، ص120 تا 123

❹ تذکرہ نعت گویان بریلی، ص15

www.dawateislami.net

خالد علی خان اور اشرف الفقہامفتی محمد مجیب اشرف رضوی ناگپوری وغیرہ شامل ہیں۔ انہوں نے 18رجب1428ھ مطابق 3 اگست 2007ء بروز جمعہ ایک روڈ حادثہ ناگپور، ہند میں شہادت پائی۔ تدفین کانکرٹولہ قدیم بریلی میں کی گئی۔ [1]

ان کی ایک صاحبزادی اور تین صاحبزادے مولانا حسان رضا خان، رضوان رضا خان اور صہیب رضا خان ہیں۔ مولانا حسان رضا خان کی ایک صاحبزادی اور دو صاحبزادے صفوان رضا خان اور امان رضا خان ہیں۔ [2]

مولانا حبیب رضا خان

مولانا صوفی حبیب رضا خان کی پیدائش 19ربیع الآخر1352ھ مطابق 11 اگست 1933ء کو محلہ کانکرٹولہ قدیم بریلی میں ہوئی۔ ان کا نام محمد عرف حبیب رضا اور القابات حبیب العلماء، تاج الاصفیاء، حبیب ملت، ہم شبیہ حسنین ملت اور ہم نشین مفتیِ اعظم ہیں۔ ابتدائی تعلیم مولانا غلام یسین رشیدی پورنوی سے حاصل کر کے دارالعلوم منظر اسلام میں داخلہ لیا۔ مفتیِ اعظم ہند علامہ مصطفٰی رضا خان سے 25صفر1365ھ کو بیعت اور 15صفر1396ھ کو خلافت کا شرف حاصل ہوا۔ اساتذہ میں والد محترم، مفتیِ اعظم ہند، بڑے بھائی صدر العلماء علامہ تحسین رضا خان، علامہ غلام جیلانی، حافظ محمد انعام اللہ رضوی اور مولانا سید احمد علی رامپوری شامل ہیں۔

تعلیم مکمل کی تو مفتیِ اعظم نے انہیں دار العلوم مظہر اسلام کے دفتری امور اور نقل افتا کا کام سپرد کیا۔ خطوط نویسی اور تعویذ نویسی کا کام بھی انہیں کے سپرد تھا۔ مفتیِ اعظم ہند

1. صدر العلماء علامہ تحسین رضا خان حیات وخدمات، ص9، 15، 20
2. حسن رضا بریلوی فن اور شخصیت، ص10

www.dawateislami.net

انہیں اپنے بیٹے کی طرح سمجھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بیٹا عطا کیا تھا مگر وہ حالتِ طفلی میں ہی چلا گیا، اگر خدا کسی شخص کو بیٹا دے تو حبیب میاں جیسا دے۔ مفتیِ اعظم کے وصال کے بعد تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان ازہری میاں نے مرکزی دار الافتاء بریلی کے نام سے ادارہ قائم کیا تو آپ اس میں فتاویٰ نویسی کرنے لگے۔ جب تاج الشریعہ نے ادارہ سنی دنیا قائم کیا تو یہ اس ادارے کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ آپ نے سلسلہ قادریہ رضویہ نوریہ کی ترویج واشاعت میں بھی حصہ لیا، آپ کے کثیر مرید اور ایک درجن سے زائد خلفا ہیں۔

ان کا وصال 27 جمادی الاولیٰ 1435ھ مطابق 28 مارچ 2014ء بروز جمعہ ہوا۔ تدفین خانقاہِ تحسینیہ محلہ کانکر ٹولہ قدیم بریلی میں بڑے بھائی اور استاذ صدر العلماء علامہ تحسین رضا خان کی تربت کے ساتھ کی گئی۔ آپ کی شادی نواسہ اعلیٰ حضرت؛لالہ میاں مولانا ادریس رضا خان بن حکیم حسنین رضا خان کی صاحبزادی اور مفتیِ اعظم ہند کی نواسی وسیم فاطمہ سے ہوئی۔ حبیب العلماء کی تین صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے مجیب رضا خان، حسیب رضا خان اور نجیب رضا خان ہیں۔ صاحبزادہ مجیب رضا خان والد گرامی کی زندگی میں ہی 26 سال کی عمر میں 30 اکتوبر 1999ء میں وفات پاگئے۔ صاحبزادہ حسیب رضا خان والد صاحب کے جانشین قرار پائے۔[1]

❶ ماہنامہ سنی دنیا بریلی، تاج الاصفیا نمبر، جون جولائی 2014ء، ص34 تا 45... حسن رضا بریلوی فن اور شخصیت، ص10

www.dawateislami.net

(4)حمید اللہ خان

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان نے اپنی دوسری صاحبزادی کنیز حسن سنجھلی بیگم کا نکاح حمید اللہ خان بن نواب حاجی احمد اللہ خان بن حاجی کفایت اللہ خان رئیس اعظم شہر کہنہ، محلہ روہیلی ٹولہ بریلی سے فرمایا۔[1]

آپ کے والد گرامی نواب حاجی احمد اللہ خان بڑے زمین دار اور رئیس شہر کہنہ کے رئیس تھے، ان کی ملکیت میں سات گاؤں تھے۔ ان کے تین صاحبزادے حمید اللہ خان، مجید اللہ خان اور جمشید علی خان تھے۔ حمید اللہ خان کی رہائش چک محمود[2] شہر کہنہ بریلی میں تھی۔ آپ نے اعلیٰ حضرت سے بیعت کا شرف حاصل کیا، آپ صوم وصلوٰۃ اور شریعت کے پابند راسخ العقیدہ مسلمان تھے، آپ علم وادب سے دلچسپی رکھتے تھے۔ آپ نے سب سے پہلے بریلی کے شاعر عبد الحق زہیر[3] کی شاگردی اختیار کی، اس کے بعد

---

1 حیات اعلیٰ حضرت، ص 18

2 چک محمود بریلی کی ایک قدیم آبادی کا محلہ ہے جو شہر کہنہ کے دیگر محلوں قاضی ٹولہ، صوفی ٹولہ کی طرح مغلیہ عہد میں آباد ہوا۔ دورِ مغلیہ اور دور آصفی میں یہاں چکلہ دار رہتا تھا۔ شاید محمود کسی چکلہ دار کا نام ہے۔ چکلہ کی تصغیر چک ہے یعنی شہر کی انتظامی تقسیم میں ایک چھوٹا علاقہ جس کا مالیات کا افسر چکلہ دار ہوتا تھا۔

3 قاضی عبد الحق زہیر بریلی کے محلہ قاضی ٹولہ، شہر کہنہ کے رہائشی تھے، پیشہ کے اعتبار سے زمین دار اور صاحب علم وفضل تھے، اونچا عمامہ باندھنے کی عادت تھی جس سے مشاہروں میں فوراً پہچان ہو جاتی تھی، داغ دہلوی سے متاثر اور بڑے شاعر تھے، شعروں میں تراکیب کے استعمال کو پسند نہیں

(باقی اگلے صفحہ پر)

www.dawateislami.net

مولانا حسن رضا کی صحبت میں رہے، ان کے وصال کے بعد استاذ شعرائے بریلی مولانا قاسم علی خواہاں [1] کے حلقہ تلامذہ میں شامل ہوئے، تینوں شعرا کی اصلاح نے آپ کے کلام کی خوبصورتی میں اضافہ کیا، آپ حمید تخلص استعمال فرماتے تھے، آپ نے اپنے استاذ زہیر کی اتباع میں اشعار میں ترکیب کا استعمال کم سے کم کیا ہے۔ آپ کا ایک دیوان بہاریہ شاعری پر مشتمل تھا اور دوسرا نعتیہ دیوان تھا، مرورِ زمانہ کے ساتھ یہ دونوں دیوان لاپتہ ہو گئے، البتہ آپ کا کچھ کلام مختلف گلدستوں میں شائع ہوا۔ گلدستہ بہار بے خزاں بریلی بابت اپریل 1903، گلدستہ کمال دہلی بابت 1912 اور 1943ء میں ایک گلدستے میں آپ کی نعت شائع ہوئی۔ ایک غیر مطبوعہ کلام ان کی صاحبزادی رفعت جہاں بیگم کے پاس موجود تھا جس میں سے ایک نعت پیش کی جاتی ہے:

خدا نے کر کے بھیجا احمد مختار دنیا میں
بہاریں لے کر آئے خلد کی سرکار دنیا میں
نکل جائیں کرم سے تیرے دل کے سب کے سب ارماں
مجھے بھی ان کا ہو جائے خدا، دیدار دنیا میں

کرتے تھے۔ ان کا انتقال 1917ء میں ہوا۔ کتب خانہ اور بیاض چھوڑی جو ضلع بریلی کے قصبہ مَوی میں محفوظ ہے۔(تذکرہ شعرائے بریلی، ص354، 355)

[1] مولانا سید قاسم علی خواہاں سادات امروہہ نقی الوسطی خاندان سے ہیں بریلی میں محلہ ذخیرہ متصل چاہ خرم والی گلی ملّانوں والی میں 1848ء میں پیدا ہوئے اور 6 محرم 1357ھ مطابق 9 مارچ 1938ء میں وفات پائی، آپ کا پیشہ معلّمی تھا، گورنمنٹ ہائی اسکول بریلی کے ہیڈ ماسٹر تھے، آپ کے کثیر شاگرد تھے، آپ کی وجہ سے اردو شاعری کو فروغ ملا اور مشاہروں کی رونق میں اضافہ ہوا۔ (تذکرہ نعت گویان بریلی، ص55)

www.dawateislami.net

نبی، کیسے نبی جو رحمۃ للعالمیں ٹھہرے
نہ آیا کوئی بھی ایسا نبی غم خوار دنیا میں
کوئی سائل گیا خالی نہ ان کے آستانے سے
شہنشاہ مدینہ کا وہ ہے دربار دنیا میں
حمید ان کے درِ اقدس سے ملتی ہے مجھے روزی
کہ سب کو صدقہ دیتے ہیں مِرے سرکار دنیا میں

آپ کے چند اشعار ملاحظہ کیجئے:

کسی مجروح سے پوچھے کوئی زخموں کی لذت کو
کوئی بیدرد کیا جانے، تڑپنے میں مزا کیا ہے
جگر تھامے ہوئے دیکھا مجھے تو ہنس کے یہ بولے
نصیب دشمناں کیسی طبیعت ہے، ہوا کیا ہے
اثر اس میں بھی کچھ کچھ آگیا ہے دست نازک کا
مری گردن پر خنجر بھی ترا، رک رک کے چلتا ہے

دل اڑا لے گئی عیار کی دزدیدہ نظر | خواب میں لوٹ لیا دیکھ کے غافل مجھ کو
موت آتی ہے شب ہجر نہ وہ آتے ہیں | سہل مرنا نہیں، جینا بھی ہے مشکل مجھ کو
قابل داد ہے قسام ازل کی تقسیم | یار کو حسن دیا، درد بھرا دل مجھ کو

www.dawateislami.net

ابھی سے ٹکڑے ٹکڑے کیوں گریباں ہوتے جاتے ہیں
بہار آئی نہیں، دہشت کے ساماں ہوتے جاتے ہیں

حمید اللہ خان اور کنیز حسن کے ہاں ایک صاحبزادے عتیق اللہ خان امید اور ایک صاحبزادی رفعت جہاں بیگم کی پیدائش ہوئی۔ آپ جنگ عظیم دوم کے زمانے میں زندہ تھے، تقسیم ہند سے قبل وصال فرمایا۔(1)

اعلیٰ حضرت کی نواسی نواسے کا تذکرہ

صاحبزادی رفعت جہاں بیگم

نواسی اعلیٰ حضرت صاحبزادی رفعت جہاں بیگم کا نکاح اپنے چچازاد بھائی خورشید علی خان بن جمشید علی خان بن نواب احمد اللہ خان بن حاجی کفایت اللہ خان سے ہوا۔ ان کی ایک بیٹی شفقت بیگم عرف ثروت آپا ہیں۔(2)

عتیق اللہ خان اُمید رضوی

نواسۂ اعلیٰ حضرت عتیق اللہ خان امید رضوی کی پیدائش محلہ چک محمود، شہر کہنہ بریلی میں ہوئی۔ والد محترم حمید اللہ خان حمید اور والدہ محترمہ کنیز حسن بنت اعلیٰ حضرت کی سرپرستی میں تربیت پائی، آپ اسلامی علوم سے مزین ہوئے۔ آپ معاشرتی تہذیب واقدار سے خوب واقف، حساس طبیعت اور صاف گو تھے۔ آپ کے والد گرامی حمید اللہ خاں، نانا جان اعلیٰ حضرت، ماموں حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا اور مفتیِ اعظم ہند علامہ محمد

(1) تذکرہ نعت گویان بریلی، ص53، 54... تذکرہ شعرائے بریلی، ص327، 348

(2) ماہنامہ معارف رضا کراچی دسمبر 2016ء ص36... سالنامہ تجلیات رضا، صدر العلما محدث بریلوی نمبر، 2007، ص72

www.dawateislami.net

مصطفیٰ رضا خان سب علوم وفنون کے جامع اور شعر وشاعری سے خوب واقف تھے، اس لیے آپ کا شاعری کی طرف متوجہ ہونا باعث حیرانی نہیں۔ آپ کو نظم ونثر دونوں میں کمال تھا۔ آپ بریلی کے مشہور شعرا حکیم مسیت مرزا احمد یار بیگ احمد[1]، شفیع الدین خواجہ[2] اور علی حسین ضمیر[3] سے اصلاح لیتے رہے جس کی وجہ سے آپ نے شعر وشاعری میں کمال پایا اور آپ نظم نگار کی حیثیت سے مشہور ہوئے، اگرچہ آپ دیگر اصناف شعری میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ آپ کی نظموں میں احساسِ حُسن کے ساتھ قومی درد، جوش اور دبی دبی شکستِ آرزو کی کسک ہے۔ جبکہ غزلیات میں عصری وشخصی حسیت کی وجہ سے قدرے نُدرت کا احساس ہوتا ہے۔ آپ کثیر الشعر ہیں، آپ کا شمار اساتذہ شعرا میں ہوتا ہے۔ آپ کے غیر مطبوعہ 11 شعری مجموعے ہیں۔

1. حکیم مسیت مرزا احمد یار بیگ احمد محلہ قصائی ٹولہ شہر کہنہ بریلی میں 1866ء میں پیدا ہوئے اور 1941ء میں انتقال ہوا، صاحب علم وفضل اور طبیب حاذق تھے، یہی پیشہ تھا۔ کثیر الشعر اور کثیر تلامذہ تھے۔ مضمون طرازی، پختہ کلامی، زود گو اور نعت گوئی میں شہرت ہوئی۔ (تذکرہ گویان بریلی، ص28، 29)

2. شفیع الدین خواجہ کی پیدائش محلہ ذخیرہ، چاہ خرم بریلی میں ہوئی، علم مروجہ حاصل کرنے کے بعد بریلی کی کچہری میں ملازمت کی اور پنشن پائی، بے حد زود گو اور مقبول استاذ تھے، استاد خوجہ کے لقب سے شہرت پائی، ان کے بارے میں مشہور تھا کہ اپنے شاگردوں کو بھی صاحب دیوان بنادیتے ہیں۔ ان کا انتقال 6 جون 1947 میں ہوا۔ (تذکرہ شعرائے بریلی، ص335، 336)

3. علی حسین ضمیر محلہ شاہ آباد متصل دیوان خانہ بریلی کے رہائشی تھے، لکڑی کا کاروبار کرتے تھے، بہترین شاعر تھے، ذہانت بلا کی تھی، تاریخ بریلی اور ماضی کے شعرا کے حالات جانتے تھے، اشعار کی خصوصیات اور عیوب سے خوب واقف ہوجاتے اور برملا اس کا اظہار کرتے جس کی وجہ سے شعرا ان سے دور ہونے لگے، حج ادا کیا اور 26 جون 1968ء انتقال کرگئے۔ (تذکرہ شعرائے بریلی، ص493 تا 496)

www.dawateislami.net

آپ کے پانچ ناول؛ ایثار، اور تارے ڈوب گئے، چراغ جل اٹھے، بازاری پھول اور پیاس کے نام سے ہیں۔

آپ کے شعری مجموعے

(1)سوز و اضطراب:1940ءاور 1941ءمیں کہی ہوئی نظموں کا مجموعہ

(2) تسنیم و کوثر: 1951ءسے 1953ءتک کہی ہوئی نظموں کا مجموعہ

(3)رنگ و آھنگ: 1953 کے بعد کی نظموں کا مجموعہ

(4) نغمہ و ساز: 1953ءسے 1955ءتک کی غزلیات کا مجموعہ

(5) رباب و شباب: نظموں کا مجموعہ

(6)بربط و طاؤس: نظموں کا مجموعہ

(7)موج و گرداب: نظموں کا مجموعہ

(8)جل ترنگ: مجموعہ قطعات

(9)فکر و نظر: مجموعہ قطعات

(10)سوزواضطراب اور نعتیہ دیوان قبالہ جنت ہیں۔ آپ کا یہ غیر مطبوعہ کلام آپ کے خاندان میں محفوظ ہے۔

ماہنامہ نوری کرن بریلی کے دسمبر 1960ء کے بیک ٹائٹل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا نعتیہ دیوان قبالۂ جنت شائع ہوا ہے۔اس کی قیمت 13روپے تھی جبکہ حدائق بخشش کی قیمت 14روپے۔اس سے اندازا ہوتا ہے کہ یہ حدائق بخشش کی طرح کثیر کلاموں پر مشتمل دیوان تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

www.dawateislami.net

آپ نے زندگی کے آخری حصے میں ماہنامہ نوری کرن بریلی[1] کی ادارت سنبھالی اور اس کے جملہ امور کو بہترین انداز میں منظم کیا۔ آپ اس کا اداریہ فکر و نظر، کتابوں پر تبصرہ ہماری نظر میں یا نقد و نظر کے نام سے ہوتا اور کبھی کبھی آپ کا کلام بھی شامل اشاعت ہو جاتا تھا۔

آپ کی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ امید رضوی ایک باخبر دینی مفکر اور دردِ ملت رکھنے والے مصلح (اصلاح کرنے والے) تھے۔ وہ نماز، اسوۂ رسول اور اسلامی تہذیب کو فرد اور معاشرے کی اصلاح کا مرکز سمجھتے تھے۔ مغربی تہذیب اور فکری استعمار کے ناقد (تنقید کرنے والے) تھے۔ آپ عالمی حالات سے باخبر ہونے کے باوجود روحانی اقدار کے علم بردار اور بصیرت افروز شخصیت تھے۔

آپ کے نزدیک قلم محض اظہار کا نہیں بلکہ اصلاحِ امت اور بیداریٔ معاشرہ کا مؤثر ذریعہ تھا۔ آپ کا انتقال 3 شوال 1386ھ مطابق 14 جنوری 1967ء بروز اتوار ہوا، بریلی کے مقامی قبرستان میں دفن کئے گئے۔ آپ کی اولاد نہ تھی۔[2]

❶ ماہنامہ نوری کرن بریلی کا آغاز 1959ء مطابق 1379ھ کو بریلی شریف کے رضوی کتب خانہ محلہ صندل سے ہوا، اس کے مدیر صوفی اقبال احمد نوری اور سرپرست ان کے والد گرامی مداح الرسول صوفی الحاج عزیز احمد رضوی (مرید اعلیٰ حضرت وخلیفہ حجۃ الاسلام) تھے، اس کے عموماً 40 صفحات ہوتے تھے، اسے ادارتی امور میں عتیق اللہ خاں امید بریلوی، ایم نسیم بریلوی اور ماہر القادری وغیرہ کی خدمات میسر رہیں۔ اس نے کئی خاص نمبر مثلاً افضل البشر نمبر، خیر البشر نمبر، مجدد مائۃ حاضرہ نمبر وغیرہ۔ اس میں جماعت رضائے مصطفیٰ ہند، سنی جمعیۃ العلماء اور تبلیغ سیرت کی خبریں بھی شائع ہوتی تھیں۔

❷ حیات اعلیٰ حضرت، ص 18... تذکرہ نعت گویان بریلی، ص 53، 54... تذکرہ شعرائے بریلی، ص 327، 348

www.dawateislami.net

چند منتخب کلام

آپ کا منتخب کلام پیش کیا جاتا ہے:

1

وہ عالم دیکھا ہو گا تو نے کیونکر دیکھنے والے
کوئی پردے میں تھا جب جلوہ گستر دیکھنے والے

تیری نظروں نے نظارہ کیا ہے عرشِ اعظم کا
سنہری جالیوں کا خاص منظر دیکھنے والے

خدا ہی جانے کیسی دل کشی ہے سبز گنبد میں
اسی کو دیکھے جاتے ہیں برابر دیکھنے والے

زیارت کے ہیں قابل وہ نگاہیں جن نگاہوں سے
نظر آیا تجھے اللہ کا گھر دیکھنے والے

فضائے خلد ہے تیری، تِری جاگیر ہے جنت
مدینے کی بہشتِ روح پرور دیکھنے والے

مبارک تا ابد تجھ کو کیاری ہشت جنت کی
چراغ و مسجد و محراب و منبر دیکھنے والے

نہ دیکھ امید کو میدانِ محشر کی فضاؤں میں
ملے گا وہ قریبِ حوضِ کوثر دیکھنے والے

2

حبیب خدا کا وقار اللہ اللہ
ہیں جبرئیل خدمت گزار اللہ اللہ

وہ جلوہ ہے یوں جلوہ بار اللہ اللہ
نظر بن گئی جلوہ زار اللہ اللہ

ترے آستاں کا وقار اللہ اللہ
ہیں روح الامیں پہرہ دار اللہ اللہ

منور، منور، معطر معطر
وہ روضے کے قرب وجوار اللہ اللہ

نہ کوئی ہوا ہے نہ ہو تیرا ثانی
تو قدرت کا ہے شاہکار اللہ اللہ

www.dawateislami.net

ترے حکم پر ہے نظام دو عالم | ترا منصبِ اختیار اللہ اللہ
دنیٰ سے بھی آگے ہے جس کی منزل | ہے طیبہ کا ناقہ سوار اللہ اللہ
ترے وصف کی حدّ آخر یہی ہے | زباں پر ہے بے اختیار اللہ اللہ
ترا نور ہے وجہ اعزازِ آدم | ملائک ہیں سجدہ گزار اللہ اللہ
ترا نام ہے شاملِ نامِ خالق | ترے نام کا یہ وقار اللہ اللہ
مری آنکھ سے دیکھے منکر تو دیکھے | ہیں کتنے وہ بااختیار اللہ اللہ
ہے اہل بصیرت کی آنکھوں کا سرمہ | مدینے کا گرد وغبار اللہ اللہ
خلش روح کو جن کی راحت رساں ہے | وہ دشتِ مدینہ کے غار اللہ اللہ
زہے شانِ رحمت کہ امید پر ہے | کرم اور کرم بے شمار اللہ اللہ

3

شادابیِ فضا سے الگ یاسمن سے دور | ایسی بھی اک بہار ہے صحن چمن سے دور
گزری جو رہنماؤں کے ہاتھوں نہ پوچھئے | سمجھا تھا ہم نے، ہوگئے اب راہزن سے دور
کچھ اور انجمنیں بھی ہیں زلفِ حیات میں | اے دوست تیری زلف شکن در شکن سے دور
آؤ بسائیں مل کے ہم اک کائنات نو | عہد کہن سے دور، رسوم کہن سے دور
بے چارگیٔ وقت سے امیدؔ بدنصیب | اس کی نظر سے دور ہے، اس انجمن سے دور

www.dawateislami.net

(5) مجید اللہ خان

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان نے اپنی سب سے چھوٹی صاحبزادی مرتضائی بیگم عرف چھوٹی بَنّو کا نکاح مجید اللہ خان بن نواب حاجی احمد اللہ خان بن حاجی کفایت اللہ خان رئیس اعظم شہر کہنہ، محلہ روہیلی ٹولہ بریلی سے اپنی زندگی کے آخری حصے میں فرمایا۔

اس سے پہلے ایک واقعہ پیش آیا جس سے صاحبزادی صاحبہ کا شوقِ حج اور دنیا سے بے رغبتی ظاہر ہوتی ہے۔ان کے نکاح کے دن قریب تھے کہ اعلیٰ حضرت نے اچانک حج پر جانے کا ارادہ فرمایا۔جب یہ خبر محبین اعلیٰ حضرت تک پہنچی تو ان میں سے کئی سفر حرم کے لیے آمادہ ہوگئے۔

جب صاحبزادی کو معلوم ہوا تو اُن کا شوقِ حج جوش میں آگیا۔ انہوں نے نہایت عقیدت سے عرض کیا کہ اباجان!میرے جہیز کا سامان بیچ کر مجھے بھی اپنے ساتھ حج پر لے چلئے۔اعلیٰ حضرت نے شفقت سے وعدہ فرمالیا۔

اس زمانے میں اعلیٰ حضرت کے پیش کار (دفتری منیجر) مولانا سید ایوب علی رضوی اور ان کے بھائی سید قناعت علی برسوں سے تھوڑا تھوڑا کر کے حج کے لیے رقم جمع کر رہے ہیں اور یہ بات اعلیٰ حضرت کے علم میں تھی، جب اس رقم کو شمار کیا گیا تو وہ صرف ایک شخص کے حج کے لیے کفایت کرتی تھی۔اعلیٰ حضرت نے کچھ خطوط لکھ کر بعض اہلِ خیر کو ارسال فرمائے کہ اگر ممکن ہو تو حجِ بدل کا انتظام کر دیا جائے۔ جلد ہی جواب آیا کہ ایک شخص کے لیے حجِ بدل کے لیے رقم کا انتظام ہو چکا ہے۔اس پر اعلیٰ حضرت نے دونوں

www.dawateislami.net

بھائیوں سے فرمایا کہ اب وہ بھی ساتھ جائیں گے۔ دوسری طرف اعلیٰ حضرت کے بھانجے حکیم علی احمد نے بھی ساتھ جانے کی درخواست دی تو حضور نے جواب میں تحریر فرمایا کہ مَیں دو بند گانِ خدا سے وعدہ کرچکا ہوں، اگر مزید انتظام ہوا تو آپ کو بھی ساتھ لے لوں گا۔ بعد میں بعض وجوہات سے یہ حج مؤخر ہوگیا، مگر یہ واقعہ اعلیٰ حضرت کے گھرانے کے ایمان واخلاص، قربانی اور **صاحبزادی کے بے مثال شوقِ حج** کی روشن مثال ہے۔[1]

ان صاحبزادی صاحبہ کی ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ اعلی حضرت وصال فرماگئے۔ آپ کے صاحبزادے حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان نے ایک سال بعد 1922ء کی ابتدا میں ان کی رخصتی فرمائی۔[2]

اعلیٰ حضرت کے داماد مجید اللہ خان صوم وصلوٰۃ کے پابند اور اعلیٰ حضرت کے مرید تھے۔ ان کے چہرے پر سنت کے مطابق ایک مٹھی داڑھی تھی، اعلیٰ حضرت کی صاحبزادی صاحبہ چھوٹی بنو جنتی صفات خاتون تھی، نہ صرف خود شریعت کی پابند تھیں بلکہ گھر کے دیگر افراد کو بھی نیکی کی دعوت دیتیں اور برائی سے منع کیا کرتی تھیں۔ انہیں حضور غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃُ اللہِ علیہ سے بہت لگاؤ تھا، ہر ماہ گیارہویں شریف کا اہتمام کیا کرتیں اور لوگوں کو کھانا کھلایا کرتی تھیں، ان کے نواسے حاجی نعیم اللہ نوری صاحب نے اپنی رہائش گاہ، واقع گلشن اقبال، بلاک 11 کراچی میں راقم کو ملاقات کے وقت بتایا کہ ہم پیلی بھیت سے بریلی جاتے تو ہمیں اعزہ ایک بڑی قدیم کوٹھی کے بارے

1 حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص188، 189
2 ماہنامہ معارف رضا کراچی دسمبر 2016ء ص36

www.dawateislami.net

میں بتاتے کہ یہاں آپ کی نانی رہائش پذیر تھیں۔ اس کوٹھی میں ایک بڑا کمرہ بھی دیکھایا گیا جس میں نانی جان ماہانہ گیارہویں شریف کی محفل کروایا کرتی تھیں۔ اللہ پاک نے انہیں تین صاحبزادے شہید اللہ خان؛ رئیس میاں، سعید اللہ خان؛ سعید میاں، فرید اللہ خان؛ فرید میاں اور دو صاحبزادیاں مجتبائی بیگم اور مقتدائی بیگم سے نوازا۔ آپ کی ساری اولاد مفتیِ اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ سے بیعت تھی۔[1]

ان کی کچھ تفصیل بیان کی جاتی ہے:

اعلیٰ حضرت کے 3 نواسوں اور 2 نواسیوں کا تذکرہ

حاجی شہید اللہ خان رئیس میاں

نواسۂ اعلیٰ حضرت شہید اللہ خان عرف رئیس میاں پہلی نرینہ اولاد تھے، آپ کی پیدائش 1922ء کے آخر میں محلہ روہیلی ٹولہ بریلی میں ہوئی۔ اس خوشی میں سات گاؤں میں چراغاں کیا گیا اور غریبوں کو دعوت عام دی گئی۔ رئیس میاں صاحب پیشے کے اعتبار سے اکاؤنٹنٹ تھے، آپ علم وادب سے دلچسپی رکھتے تھے اور بہترین شاعر تھے۔ آپ کا تخلص نظرؔ تھا۔ آپ خاموش طبع تھے اور کم گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ آپ حسن ظاہری سے متصف تھے، اپنے نانا جان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے مشابہ تھے۔ بیعت کا شرف مفتیِ اعظم ہند مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان سے تھا۔

آپ کی شادی شیر بیشہ سنت علامہ حشمت اللہ لکھنوی پیلی بھیتی کے ذریعے انیس فاطمہ سے پیلی بھیت، یوپی ہند میں ہوئی۔ علامہ حشمت اللہ لکھنوی انیس فاطمہ کے رشتے

[1] حیات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی، ص 18

www.dawateislami.net

کے خالو تھے۔ آپ نے قیام پاکستان کے بعد مع فیملی ڈھاکہ پھر کومیلا مشرقی پاکستان (بنگلادیش)ہجرت کی اور وہاں دوسال رہے، ملکی آب وہوا موافق نہ آنے کی وجہ سے واپس پیلی بھیت مقیم ہوگئے۔ آپ کے بھائی سعید اللہ خان مشرقی پاکستان سے مغربی پاکستان میں راولپنڈی آگئے، سعید اللہ خان صاحب نے اصرار کیا آپ ان کے ہاں راولپنڈی آجائیں، یہ پیر و مرشد مفتیِ اعظم ہند سے اجازت طلب کرتے مگر اجازت نہ ملتی، بالآخر اجازت مل ہی گئی، چنانچہ آپ 1970 میں اپنے بھائی کے پاس راولپنڈی میں آگئے، پھر 1975ء میں کراچی منتقل ہوگئے۔ رئیس میاں کے چار صاحبزادے حاجی نعیم اللہ خان، مولانا عظیم اللہ خان، محسن رضا خان، فہیم رضا خان اور چار صاحبزادیاں نگار فاطمہ، وقار فاطمہ، عفت جمال اور فرح جمال ہیں۔ 1999ء میں آپ نے اپنی اہلیہ انیس فاطمہ، بیٹے نعیم اللہ خان اور بیٹی نگار فاطمہ کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف وزیارت مدینہ کی سعادت حاصل کی۔ مدینہ شریف میں آپ کی اہلیہ بیمار ہوگئیں اور وہیں ان کا انتقال ہوگیا۔ زہے نصیب ان کی تدفین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قدموں میں جنت البقیع میں کی گئی۔

حاجی شہید اللہ خان رئیس میاں نے کم وبیش 95سال کی عمرمیں20ربیع الاول 1440ھ مطابق 29نومبر 2018ءبروز جمعرات کراچی میں وصال فرمایا۔ نماز جنازہ ساڑھے دس بجے دار العلوم امجدیہ، عالمگیر روڈ کراچی میں استاذ العلماء مفتی عبد العزیز حنفی صاحب نے پڑھائی۔ نمازجنازہ میں ہزاروں عاشقانِ رسول نے شرکت کی۔ آپ کی تدفین ماڈل کالونی ملیر قبرستان میں کی گئی۔ (1)

(1) ماہنامہ معارف رضا کراچی دسمبر2016ء ص36، 37

www.dawateislami.net

رئیس میاں کا کلام ماہنامہ نوری کرن بریلی میں بھی شائع ہوتا تھا، ایک کلام پیش کیا جاتا ہے:

اگر جلوہ نما وہ سید ابرار ہو جائے
مکاں سے لامکاں تک عالم انوار ہو جائے

گزر جس دل میں آقا کا اگر ایک بار ہو جائے
قسم اللہ کی وہ واقف اسرار ہو جائے

کرم کی ایک نظر گر سید ابرار ہو جائے
سیہ بختی مٹے، ہر موئے تن سرشار ہو جائے

جو پروانہ مجھے حاصل شہِ ابرار ہو جائے
تو پھر رضواں کو میرا روکنا دشوار ہو جائے

اگر قسمت سے آقا کا مجھے دیدار ہو جائے
تو پھر دونوں جہاں میں میرا بیڑا پار ہو جائے

مدینہ جا کے آؤں اور پھر جاؤں میرے مولیٰ
کچھ ایسا سلسلہ قائم میرے سرکار ہو جائے

میں سب کچھ دیکھ کر دیکھوں نہ گر روئے منور کو
یہ آنکھیں پھوٹ جائیں یہ نظر بیکار ہو جائے

دو عالم کے ہیں وہ مختار بیشک بالیقین واللہ
وہ جس پر مہرباں ہوں اس کا بیڑا پار ہو جائے

ارے او منکرِ مختارِ عالم یہ بھی سوچا ہے
کرے گا کیا جو محشر میں انہیں انکار ہو جائے

نہ کچھ خطرہ ہے دوزخ کا نہ ڈر ہے روزِ محشر کا
دم نزع جو آقا سے نظر دو چار ہو جائے

صف اوّل میں ہوں آقا گنہگاروں کی میں شامل
شفاعت میری بھی آقا میرے سرکار ہو جائے

نظرؔ کی التجا ہے اے رسولِ ہادیٔ اکرم
کہ یہ جس سمت بھی اُٹھے تیرا دیدار ہو جائے [1]

آپ نے شیر بیشہ سنت علامہ حشمت اللہ رضوی لکھنوی پیلی بھیتی کی شان میں ایک منقبت لکھی، جس کا طغرا ان کے مزارِ اقدس پر چالیس سال سے آویزاں ہے:

1 ماہنامہ نوری کرن بریلی، جولائی 1960ء

www.dawateislami.net

آفتاب اہلسنت کا مزار پاک ہے	ماحی ہر شرک و بدعت کا مزار پاک ہے
رہبر راہ شریعت کا مزار پاک ہے	پاسبان دین وملت کا مزار پاک ہے
جا بجا لہرائے جس نے پرچم سنت نظرؔ	اس علمبردارِ سنت کا مزار پاک ہے
منہ چھپاتے تھے وہابی جن سے یہ وہ شیر ہیں	یعنی شیر اعلیٰ حضرت کا مزار پاک ہے
آنے والے آ مگر آ بادب ہشیار باش	پاکباز شیر سنت کا مزار پاک ہے
ہائے خورشید کرم کا سایہ سر سے اٹھ گیا	اب زیارت گاہ حضرت کا مزار پاک ہے
اے نظرؔ آنسو عقیدت کے نچھاور کر یہاں	یہ متاع اہلسنت کا مزار پاک ہے

حاجی شہید اللہ خان رئیس میاں کی اولاد

حاجی نعیم اللہ خان نوری

رئیس میاں کے بڑے صاحبزادے حاجی نعیم اللہ خان نوری ہیں، ان کی پیدائش پیلی بھیت، یوپی، ہند میں ہوئی، انہیں مفتیِ اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان کی گود میں دیا گیا، انہوں نے دعاؤں سے نوازا اور سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ میں داخل کر لیا۔ آپ کی شادی پیلی بھیت میں ہوئی، نکاح تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان صاحب نے پڑھایا۔

1970 میں پاکستان ہجرت کی، آپ کراچی میں مقیم ہیں، آپ کے تین بیٹے:

1. محمد حسان رضا خان (ان کی بیٹی امیمہ رضا خان اور بیٹے مصطفیٰ رضا خان ہیں)،
2. محمد سفیان رضا خان (ان کے ایک بیٹے ابراہیم رضا خان ہیں)،
3. محمد عثمان رضا خان

اور دو بیٹیاں:

www.dawateislami.net

ثمرہ رضا زوجہ طلحہ صدیقی اور طوبیٰ رضا زوجہ عمران احمد خان عطاری ہیں۔

مولانا عظیم اللہ خان

رئیس میاں کے دوسرے صاحبزادے مولانا عظیم اللہ خان ہیں، یہ جامعہ انوار القرآن گلشن اقبال کراچی کے فارغ التحصیل اور سافٹ وئیر انجینئر ہیں، جدہ اور ترکیہ وغیرہ میں مقیم رہے، اب کراچی میں ہیں۔ان کے ایک صاحبزادے محمد حمزہ یوسف خان ہیں جو درسِ نظامی پڑھ رہے ہیں۔

محمد اللہ عرف محسن رضا خان

رئیس میاں کے تیسرے صاحبزادے محمد اللہ عرف محسن رضا خان ہیں، ان کی پیدائش بھی پیلی بھیت میں ہوئی،ان دنوں مفتی اعظم ہند ان کے گھر تشریف لائے اور ان کا نام محمد اللہ خان رکھا۔یہ بحریہ ٹاؤن کراچی میں مقیم ہیں، ان کے تین صاحبزادے محمد انس رضا خان، مولانا معاذ رضا خان (انہوں نے جامعہ انوار القرآن گلشن اقبال کراچی سے موقوف علیہ تک تعلیم حاصل کی ہے) اور محمد یوسف رضا خان ہیں۔

فہیم رضا خان

رئیس میاں کے چوتھے صاحبزادے فہیم رضا خان ہیں، یہ کینیڈا میں مقیم ہیں،ان کے دو صاحبزادے حاشر رضا خان اور ماثر رضا خان اور ایک صاحبزادی لائبہ رضا ہیں۔

نگار فاطمہ

رئیس میاں کی صاحبزادی نگار فاطمہ کی شادی امجد حسین صدیقی سے ہوئی ان کے دو بیٹے محمد احمد صدیقی، محمد عمر صدیقی، دو بیٹیاں ثمن صدیقی اور کرن صدیقی ہیں۔

www.dawateislami.net

وقار فاطمہ

دوسری صاحبزادی وقار فاطمہ کی شادی عبد الرحمن مرحوم سے ہوئی ان کے دو بیٹے؛ محمد قاسم اور عبد اللہ اور تین بیٹیاں؛ ماریہ، جویریہ اور حفصہ ہیں۔

عفت جمال

تیسری صاحبزادی عفت جمال کی شادی سید کمال اطہر شاہ صاحب سے ہوئی ان کے دو بیٹے سید مصطفیٰ کمال اور سید عماد کمال ہیں۔ یہ کینیڈا میں ہوتے ہیں۔ سید عماد کمال دار المصطفیٰ للدراسات الاسلامیہ، تریم، حضرموت یمن میں دو سال پڑھتے رہے ہیں۔

فرح جمال

چوتھی صاحبزادی فرح جمال کی شادی غالب حسین صدیقی سے ہوئی ان کی تین بیٹیاں؛ خدیجہ غالب، آمنہ غالب اور کنزہ غالب ہیں۔

حاجی سعید اللہ خان سعید میاں

نواسۂ اعلیٰ حضرت سعید اللہ خان المعروف سعید میاں یا ماموں جان رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش محلہ روہیلی ٹولہ بریلی میں 1348ھ مطابق 1929ء کو ہوئی۔ آپ نے مفتیِ اعظم ہند مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا شرف پایا، پھر خلافت سے بھی نوازے گئے۔ امیر جماعت اہل سنت کراچی علامہ شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سلسلہ عالیہ قادریہ اور دیگر سلاسل کی خلافت عطا فرمائی۔ قیامِ پاکستان کے بعد آپ نے اپنے بھائیوں کے ہمراہ ڈھاکہ پھر کومیلا (بنگلادیش) ہجرت کی، دو سال وہاں قیام کے بعد کراچی

www.dawateislami.net

پھر راولپنڈی پاکستان منتقل ہو گئے، راولپنڈی میں ہی شادی کی۔ آپ کی رہائش راولپنڈی میں نیشنل پارک کے قریبی علاقے میں تھی۔ آپ آئس فیکٹری، 9 آئی سیکٹر اسلام آباد کے جنرل منیجر تھے، یہ مالی طور پر مضبوط تھے، انہوں نے اپنے بڑے بھائی رئیس میاں کی فیملی کو پاکستان میں بسانے میں بہت معاونت کی۔ اسی صلہ رحمی کے جذبہ کی وجہ سے آپ رشتہ داروں سے رابطے میں رہتے، ان کے دکھ درد میں شریک ہوا کرتے تھے۔ ان کی یادداشت اچھی تھی، کئی خاندانی باتیں بتایا کرتے تھے۔[1]

دین سے محبت تو انہیں خاندانی طور پر ملی تھی، انہوں نے کم و بیش 1398ھ مطابق 1978ء میں راولپنڈی میں محلے کی مسجد کی تعمیرات میں بھرپور حصہ لیا، اس مسجد میں اذان دیا کرتے تھے اور تمام نمازیں باجماعت ادا فرماتے۔ آپ نے اپنی زندگی کے ایک حصے کو دین کے لیے وقف کر دیا تھا۔ آپ نے 8 حج کرنے کی سعادت حاصل کی۔ کثرتِ تلاوتِ قرآن ان کے معمولات میں شامل تھا، تین دن میں ختم قرآن کر لیا کرتے تھے۔ عمر کے آخری عشرے میں کراچی میں منتقل ہو گئے، شاہ فیصل کالونی میں رہائش پذیر ہو گئے۔

استاذُ الحدیث حضرت مولانا احمد رضا شامی عطاری صاحب[2] ان کی رہائش گاہ کے

---

1. یہ معلومات رئیس میاں کے صاحبزادے اور سعید میاں کے بھتیجے حاجی نعیم اللہ نوری صاحب نے اپنے گھر میں راقم سے ملاقات میں بتائیں۔
2. استاذ الحدیث حضرت مولانا احمد رضا شامی عطّاری مدنی صاحب کراچی کے رہنے والے ہیں، انہوں نے درس نظامی کی تکمیل جامعۃ المدینہ کراچی سے کی اور پھر شام تشریف لے گئے، وہاں چار پانچ سال پڑھتے رہے، عرصہ دراز سے جامعۃ المدینہ، عالمی مدنی مرکز دعوت اسلامی فیضان مدینہ کراچی میں دورۂ حدیث شریف میں خدمات سر انجام دے رہے ہیں، اسلامک ریسرچ سینٹر المدینۃ العلمیۃ

(باقی اگلے صفحہ پر)

www.dawateislami.net

قریب رہتے ہیں۔ انہوں نے اپنے ایک صوتی پیغام میں آگاہ فرمایا کہ حاجی سعید اللہ خان صاحب کو **فتاویٰ رضویہ** کے مطالعے سے گہری رغبت تھی۔ وہ عوامی اجتماعات میں اس کا تذکرہ بھی فرماتے اور لوگوں کو شرعی مسائل پڑھ کر سمجھاتے تھے۔ آپ نہایت متقی اور پرہیز گار تھے۔ آپ کا ایک بہترین گھر مسجد سے کچھ فاصلے پر تھا، جسے آپ نے فروخت کر دیا اور مسجد کے بالمقابل گھر خرید لیا، تاکہ نماز باجماعت میں آسانی سے شرکت کر سکیں۔ آپ پانچوں وقت نماز باجماعت ادا فرماتے تھے۔ جب شدید علیل ہو گئے اور مسجد جانا مشکل ہو گیا تو اس کے باوجود نمازِ جمعہ مسجد ہی میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ آپ بہت خود دار، نفیس طبیعت کے مالک اور خوش لباس تھے۔ بیماری کے عالم میں بھی کبھی کسی سے سوال نہیں کیا۔ نہایت جواد اور سخی تھے، غریبوں کی دل کھول کر خدمت کرتے۔

شاہ فیصل کالونی اور کراچی کے مختلف علاقوں میں آپ کے بیانات ہوتے، جن میں آپ سامعین کو خوفِ خدا اور عشقِ رسول میں اضافے کی تلقین فرماتے، نیکی کی دعوت دیتے اور برائیوں سے اجتناب کا ذہن دیتے تھے۔ آپ اللہ پاک سے اس قدر ڈرتے تھے کہ مجلس کے اختتام پر توبہ کیا کرتے اور عرض کرتے کہ اگر بیان یا گفتگو میں کوئی غلطی ہو گئی ہو تو یا باری تعالیٰ! معاف فرما۔ لوگوں کے دلوں میں آپ کی بہت قدر و عقیدت تھی۔ حضرت مولانا محمد عرفان قادری ضیائی صاحب کا آپ کے ہاں کثرت سے آنا جانا رہتا تھا۔

سے بھی منسلک ہیں، آثار السنن سمیت کئی درسی کتب پر عربی حواشی تحریر فرما چکے ہیں، اس وقت سنن ترمذی پر عربی حواشی لکھنے میں مصروف ہیں۔ آپ کے کئی اردو مضامین ماہنامہ فیضان مدینہ میں شائع ہو چکے ہیں۔

www.dawateislami.net

بڑے مذہبی ایام پر گاڑیاں بھر بھر کر آتیں۔ ضیائی صاحب آپ کو مختلف اجتماعات وغیرہ میں بھی لے جایا کرتے تھے۔ آپ نے شاہ فیصل کالونی کراچی میں 17 جمادی الاخریٰ 1437ھ مطابق 27مارچ2016ء بروز اتوار وصال فرمایا۔ تدفین عظیم پورہ قبرستان متصل شاہ فیصل کالونی کراچی میں کی گئی۔ (1)

آپ کے دو بیٹے وسیم احمد خان، حامد سعید خان (دونوں راولپنڈی میں مقیم ہیں) اور ایک بیٹی ثمرہ سعید خان (حال مقیم فیصل آباد) ہیں۔

وسیم احمد خان کے چار بیٹے؛ عثمان احمد خان، عمر احمد خان، محمد علی خان اور محمد عبداللہ خان ہیں۔

حامد سعید خان کے دو بیٹے مصطفیٰ رضا خان، حذیفہ رضا خان اور دو بیٹیاں آمنہ رضا خان اور علینا رضا خان ہیں جبکہ ثمرہ سعید خان کی اولاد نہیں ہے۔ (2)

فرید اللہ خان؛ فرید میاں

نواسۂ اعلیٰ حضرت فرید اللہ خان المعروف فرید میاں کی پیدائش محلہ روہیلی ٹولہ بریلی میں ہوئی۔ علم وادب کی جانب مائل تھے، کتب بینی کا بے انتہا شوق تھے، جب گھروں میں بجلی نہیں ہوتی تھے، گھر سے باہر میونسپل کی لائیٹ میں جا کر کتب کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ڈھاکہ پھر کومیلا اور دو سال بعد کراچی آگئے، آپ نے

❶ کتبۂ مزار۔
❷ اس مضمون کی تیاری میں سعید میاں کے صاحبزادے وسیم احمد خان کے واٹس ایپ کے ذریعے آنے والے صوتی پیغامات بہت مدد ومعاون ہوئے، جس میں راقم ان کا شکر گزار ہے۔

www.dawateislami.net

مہاجرین کے لیے رہائشیں اور ملک بھر کی سڑکوں اور بلڈنگز کی تعمیر کے ادارے پی ڈبلیوڈی میں ملازمت اختیار کی، اسی سلسلے میں سندھ کے شہر دادو میں منتقل ہو گئے۔ ابھی آپ جوان تھے کہ دادو میں آپ کو کسی سانپ یا کسی دوسرے کیڑے نے کاٹ لیا جس سے آپ نے وفات پائی۔ اس وقت آپ کی شادی نہیں ہوئی تھی۔[1]

مجتبائی بیگم

مجتبائی بیگم اعلیٰ حضرت کی بڑی نواسی ہیں۔ ان کا نکاح کومیلا بنگلا دیش میں قیام کے دوران اپنے ننھالی خاندان کے فرد رعایت اللہ خان عرف شبن ماموں بن عنایت اللہ خان بن علیم اللہ خان بن اعظم خان بن شہزادہ معظم خان سے ہوا۔

شہزادہ معظم خان اعلیٰ حضرت کے جد اعلیٰ حضرت محمد اعظم خان کے بھائی ہیں۔

رعایت اللہ خان کے دادا علیم اللہ خان کے پانچ بیٹے: مولانا بخش اللہ خان، عنایت اللہ خان، حکیم خلیل اللہ خان، احمد اللہ خان، ریحان خان اور ایک بیٹی اصغری بیگم زوجہ برادر اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا خان ہیں۔[2]

رعایت اللہ خان کو بچپن میں اعلیٰ حضرت کی صحبت حاصل ہوئی۔ یہ اپنا واقعہ سنایا کرتے تھے کہ میں چھ سال کا تھا، ایک دن اعلیٰ حضرت کے کاشانہ اقدس میں گیا، اچانک ایک مرغی اوپر سے نیچے چھلانک لگا کر میرے قریب آگئی، میں ڈر گیا، اعلیٰ حضرت بھی قریب یہ منظر دیکھ رہے تھے، مسکراتے مشفقہ لہجے میں فرمایا: رعایت اللہ بیٹا! مرغی سے نہ

1. ماہنامہ معارف رضا کراچی دسمبر 2016ء ص 36
2. حیات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی، ص 20، 21

www.dawateislami.net

ڈرو، اللہ سے ڈرو، جو اللہ پاک سے ڈرتا ہے دنیا کی چیزیں اس سے ڈرتی ہیں، یہ نصیحت ابھی بھی مجھے یاد ہے۔ یہ اعلیٰ حضرت کی وفات کے بارے میں بتاتے ہیں کہ جب اعلیٰ حضرت کا وصال ہوا تو ان کے ماتھے پر پسینہ آ گیا، اس وقت میں بھی قریب بیٹھا تھا، میں نے اپنے رومال سے اعلیٰ حضرت کے ماتھے کا پسینہ صاف کرنے کی سعادت پائی۔

رعایت اللہ خان پاکستان میں ہجرت کے بعد پاکستان ریلوے میں ملازم ہو گئے۔ یہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ 1970 تا 1978 تک میر پور خاص سٹی کی ریلوے کالونی میں رہائش پذیر رہے، پھر 1978ء میں کراچی آ گئے اور یہیں ان کا وصال ہوا۔

مجتبائی بیگم کا وصال 1996ء میں کراچی میں ہوا، تدفین پاپوش نگر قبرستان میں کی گئی۔ ان کی ایک ہی بیٹی نگہت خاتون تھیں جن کا نکاح انسپکٹر محمد اقبال سے ہوا۔ ان کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا محمد اویس رضا خان ہیں جو صائمہ عربین ولاز (Saima Arabian Villas) نارتھ کراچی میں رہائش پذیر ہیں۔

مقتدائی بیگم

مقتدائی بیگم اعلیٰ حضرت کی چھوٹی نواسی ہیں۔ ان کا نکاح سید طیب علی شاہ (طیب میاں) سے ہوا۔ طیب میاں اعلیٰ حضرت کی زوجہ ارشاد بیگم بنت شیخ فضل حسین عثمانی کے خاندان سے ہیں۔

اہلیہ اعلیٰ حضرت ارشاد بیگم صاحبہ کی بہن قراءت اللہ بی بی کی دو بیٹیاں سرحدی بیگم اور چھٹن بیگم تھیں۔ چھٹن بیگم کی شادی مولانا سید عبد العزیز قادری سہسوانی صاحب المعروف سفیدہ شاہ سے ہوئی۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ مولانا سید عبد العزیز قادری

www.dawateislami.net

بن سید پرورش علی شاہ بریلی کے ہمسائے شہر سہسوان کے رہائشی، عالم دین، مناظر اہل سنت، بہترین مقرر، حسن ظاہری سے متصف اور اعلیٰ حضرت سے بہت محبت کرتے تھے، یہی محبت انہیں بریلی لے آئی اور محلہ ملوک پور کی جامع مسجد حضرت معشوق قدس سرہ سے متصل رہائش پذیر ہوگئے۔ یہ اعلیٰ حضرت کی صحبت میں رہنے لگے، خاندانی ذرائع سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت بھی ان سے محبت فرماتے تھے، ان پر اعتماد فرماتے، یہاں تک انہیں سلاسل طریقت میں خلافت بھی عطا فرمائی۔

اعلیٰ حضرت نے اپنی عزیزہ چھٹن بیگم کا نکاح آپ سے کر دیا، ہند بھر میں ان کے بیانات ہوتے تھے۔ جب بریلی میں ہوتے تو غالباً اہل محلہ کے اصرار پر جامع مسجد حضرت معشوق میں نماز بھی پڑھاتے تھے۔ یہ شیخ طریقت، عارف باللہ اور صاحب کرامت تھے، چنانچہ ان کے پوتے سید کلیم رضا شاہ بن سید طیب میاں صاحب نے اپنی رہائش گاہ گلستان جوہر کراچی میں بتایا کہ ایک مرتبہ دادا حضور گھر تشریف لائے، انہیں گھر کے صحن میں کھانا پیش کیا گیا، جیسے ہی آپ نے کھانا شروع کیا تو بارش کے قطرے گرنے لگے، آپ نے بارش سے کہا کہ مجھے کھانا تو کھانے دو، فوراً بارش کے قطروں کا سلسلہ منقطع ہوگیا، جیسے ہی آپ کھانا چکے تو دوبارہ بارش شروع ہوگئی اور خوب برسی۔

ملک العلماء علامہ سید ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے حیاتِ اعلیٰ حضرت میں آپ کی بیان کردہ ایک بات قلم بند فرمائی ہے، قارئین کی معلومات کے لیے وہ یہاں درج کی جاتی ہے: مولوی سید عبد العزیز صاحب قادری سہسوانی حال مقامی بریلی شریف محلہ ملوک پور مسجد شاہ معشوق اللہ صاحب قدس سرہ مجھ سے فرماتے تھے کہ اعلیٰ حضرت اور

www.dawateislami.net

حضرت تاج الفحول (علامہ عبد القادر بدایونی) میں غایت درجہ محبت تھی گویا دونوں ایک ہی تھے۔ پھر بھی مولانا عبد القادر صاحب بدایونی فجر کی نماز ابتدائے اسفار میں پڑھتے یعنی بہت سویرے پڑھتے تھے اور اعلیٰ حضرت فجر کی نماز خوب روشن کرکے پڑھتے، جب کبھی حضرت تاج الفحول بریلی تشریف لاتے تو حسبِ عادت سویرے نماز پڑھا کرتے اور اگر کوئی کہتا کہ اعلیٰ حضرت دیر کرکے پڑھتے ہیں تو فرماتے کہ وہ ہیأت و توقیت جانتے، منٹ منٹ کی خبر رکھتے ہیں، ان کے لیے اس قدر اسفار زیبا ہے۔[1] اللہ پاک نے مولانا سید عبد العزیز قادری سہسوانی کو چار بیٹوں سید عبد الحفیظ، سید عبد اللطیف، سید طاہر میاں، سید طیب علی (طیب میاں) اور ایک بیٹی رضیہ بی بی زوجہ اطہر حسین سے نوازا۔[2]

خاندانِ اعلیٰ حضرت اور اس سید گھرانے کے تعلقات کافی گہرے تھے، طیب میاں اور سید عبد اللطیف کو مفتیِ اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ خان رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ نے دودھ بھی پلایا۔ یوں ان دونوں کو مفتیِ اعظم ہند کا رضاعی بیٹا ہونے کا شرف حاصل ہے۔

مولانا سید عبد العزیز قادری کی اولاد

مولانا سید عبد العزیز قادری کی اولاد کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے:

- سید عبد الحفیظ شاہ صاحب کراچی آگئے تھے اور یہیں وصال ہوا۔ ان کی دو بیٹیاں عطیہ بانو، صفیہ بانو اور ایک بیٹے سید ولی الغافر عرف ضرار میاں ہیں۔ سید عبد الحفیظ شاہ صاحب کی بیٹیوں کی اولادیں کراچی میں ہیں، بیٹے ضرار میاں کا وصال کراچی میں

1. حیات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی، ص161
2. حیات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی، ص20

www.dawateislami.net

1973ء میں ہوا، سعود آباد ملیر کراچی قبرستان میں تدفین ہوئی۔ضرار میاں کی شادی نہیں ہوئی تھی۔

✍ سید عبد اللطیف شاہ صاحب نے علی گڑھ میں رہائش اختیار کی، ان کے دو بیٹے سید عبد الرشید شاہ اور سید زوار شاہ تھے۔سید عبد الرشید شاہ اپنی فیملی کے ساتھ کراچی میں آگئے، بعد میں ان سے ملاقات کے لیے سید عبد اللطیف پاکستان آئے تو یہیں ان کا انتقال ہوا۔سید عبد الرشید شاہ کا انتقال بھی کراچی میں ہوا۔ان کی اولاد کراچی میں مقیم ہے۔سید زوار شاہ کی فیملی علی گڑھ میں مقیم ہے،ان کی وفات علی گڑھ میں ہوئی۔

✍ سید طاہر میاں بھی کراچی آگئے اور یہیں وفات پائی۔ان کے دو بیٹے سید محمد عارف شاہ اور سید محمد کاشف شاہ ہیں، یہ کینیڈا میں ہیں، طاہر میاں کی چار بیٹیاں ہیں، جو اپنی اولادوں کے ساتھ کراچی میں ہیں۔

✍ مولانا سید عبد العزیز شاہ صاحب کی بیٹی رضیہ بی بی کی شادی سید اطہر حسین شاہ صاحب سے ہوئی۔یہ بریلی میں زمین داری کرتے تھے، پھر اپنی فیملی کے ساتھ پاکستان آگئے، ان کی اولادیں کراچی میں ہیں۔

✍ سید طیب علی شاہ صاحب اور مقتدائی بیگم بھی پاکستان آگئے۔سید طیب علی شاہ ایک بارعب شخصیت کے مالک تھے، بیعت اپنے والد گرامی مولانا سید عبد العزیز شاہ قادری سے تھی۔دین وعبادت سے محبت تو ورثے میں ملی تھی،ایک حکومتی محکمہ میں ملازمت اختیار کی، اپنی روزی کو حلال رکھنے کی جستجو میں رہتے تھے، افسران بالا نے رشوت لینے پر مجبور کیا تو اسے چھوڑ دیا اور دوسرے محکمہ میں ملازم ہوگئے۔کراچی

www.dawateislami.net

کے عالم دین مولانا سید محمد اسماعیل شاہ صاحب سے محبت بھرا تعلق تھا، مولانا صاحب ہفتے میں ایک مرتبہ ان کے گھر تشریف لاتے، کافی دیر ہم کلام رہتے۔

بریلی شریف سے تعلق مضبوط رکھا، جب تک آسانی رہی، ہر دوسرے تیسرے سال بریلی ضرور جایا کرتے تھے۔ رہائش گلبہار، کراچی میں تھی، گاہے گاہے یہ اور ان کی اہلیہ مولانا حماد رضا خان نعمانی میاں کے گھر کاخ رضا فردوس کالونی بھی جایا کرتے تھے۔ ان کا انتقال کراچی میں 1975ء میں ہوا، تدفین دستگیر قبرستان کراچی میں کی گئی۔ ان کی اہلیہ مقتدائی بیگم دین سے محبت کرنے والی خاتون تھیں، رشتوں سے تعلق اور صلہ رحمی ان کا شیوا تھا۔ مقتدائی بیگم کا نعمانی میاں کی اہلیہ اور ان کی بیٹیوں سے کافی تعلق تھا۔ ان کا وصال جنوری 2008ء کو کراچی میں ہوا اور تدفین سخی حسن قبرستان میں کی گئی۔

مقتدائی بیگم کی اولاد

سید طیب علی شاہ اور مقتدائی بیگم کے دو بیٹے سید کلیم رضا شاہ نوری، سید سہیل احمد شاہ قادری اور تین بیٹیاں سیدہ ریحانہ خاتون، سیدہ فرحت خاتون اور سیدہ طلحت خاتون ہیں۔ اس گھرانے کی کچھ تفصیل بیان کی جاتی ہے:

سید کلیم رضا شاہ صاحب کی پیدائش کراچی میں ہوئی، بیعت کا شرف مفتیِ اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان سے پایا۔ ایک پرائیویٹ ادارے میں ملازمت کرتے ہیں، رہائش جوہر اسکوائر، جوہر ٹاؤن کراچی میں ہے۔ ان کی شادی نزہت بی بنت مولانا ادریس رضا خان لالہ میاں سے ہوئی۔[1]

---

1. تجلیات تاج الشریعہ، ص99، 100

www.dawateislami.net

لالہ میاں کے والد گرامی مولانا حکیم حسین رضا خان بن استاذِ زمن مولانا حسن رضا خان اور والدہ محترمہ کنیز حسین منجھلی بیگم بنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان ہیں۔ اس طرح لالہ میاں اعلیٰ حضرت کے نواسے اور استاذِ زمن کے پوتے تھے جبکہ لالہ میاں کی زوجہ مفتیِ اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان کی صاحبزادی ہیں۔یوں یہ مفتیِ اعظم ہند کے داماد تھے، انہیں مفتیِ اعظم ہند سے بیعت و خلافت کا شرف بھی حاصل تھا۔

سید کلیم رضا شاہ صاحب کے بیٹے مولانا احمد رضا نوری تحسینی صاحب ہیں۔یہ چار سال کے تھے تو صدر العلماء علامہ تحسین رضا خان نے سلسلہ قادریہ رضویہ نوریہ میں بیعت کر لیا۔انہوں نے دار العلوم مصلح الدین، کھارادر کراچی سے ابتدائی درسِ نظامی کی کتب پڑھیں، تکمیل ارشادِ ملت علامہ ارشاد احمد نقشبندی کے قائم کردہ علمی ادارے جامعہ غوثیہ احسن المدارس، اڈا چھب چو کی تحصیل میاں چنوں ضلع خانیوال، پنجاب سے کی۔ آج کل کراچی میں درسِ نظامی کی تدریس اور کراچی یونیورسٹی سے ایم فل کر رہے ہیں۔

- سید سہیل احمد شاہ قادری نے بیعت کا شرف استاذ العلماء مفتی تقدس علی خان سے حاصل کیا۔ ان کے ایک بیٹے سید مبشر احمد شاہ اور تین بیٹیاں ہیں۔
- سیدہ ریحانہ خاتون کے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔
- سیدہ فرحت خاتون کے دو بیٹے محمد رضا، محمد حسین حسینی میاں اور چار بیٹیاں ہیں۔
- سیدہ طلعت خاتون کی اولاد نہیں۔[1]

(1) یہ معلومات سید کلیم رضا شاہ صاحب اور ان کے صاحبزادے مولانا احمد رضا نوری تحسینی صاحب نے اپنی رہائش گاہ گلستان جوہر کراچی میں 26 جنوری 2026ء کو بعد عشاء عطا فرمائیں جس پر راقم الحروف ان کا شکر گزار ہے۔

www.dawateislami.net

ماخذ و مراجع

- الاستمداد علی اجیال الارتداد، امام احمد رضا خان، 1420ھ، مدرسہ قادریہ، رضا اکیڈمی ممبئی ہند، اکتوبر 2010ء
- حیات اعلیٰ حضرت، ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری، 1382ھ، مطبوعہ مکتبہ رضویہ، آرام باغ کراچی
- حسن رضا بریلوی فن اور شخصیت، ثاقب رضا قادری، ڈاکٹر خورشید احمد قادری، ورلڈ ویو پبلشرز، اردو بازار لاہور۔ مارچ 2022ء
- جہان مفتیِ اعظم، مولانا مقبول احمد سالک مصباحی، رضا اکیڈمی ممبئی، ہند، 2007ء
- تاریخ رضائے مصطفیٰ، مولانا محمد شہاب الدین رضوی، فرید بک سٹال اردو بازار لاہور، نومبر 2000ء
- تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، مولانا جلال الدین قادری، 1429ھ، سعید برادران، کھاریاں ضلع گجرات، اکتوبر 1999ء
- نوادرات محدث اعظم پاکستان، مولانا جلال الدین قادری، 1429ھ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور 2002ء
- وصایا شریف، مولانا حسنین رضا خان، 1401ھ، المجمع الاسلام مبارک پور، یوپی ہند، بار سوم 1993
- سیرت اعلیٰ حضرت، مولانا حسنین رضا خان، 1401ھ، امام احمد رضا اکیڈمی صالح نگر، بریلی شریف، ہند 2012ء
- صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں حیات و خدمات، ڈاکٹر مولانا محمد اسلم رضا تحسینی، دار اہل السنہ، کراچی 2021ء
- مولانا حسنین رضا خاں بریلوی حیات اور خدمات، مولانا محمد شہاب الدین رضوی، رضا اکیڈمی ممبئی 1998

www.dawateislami.net

- استاذالعلماء حضرت مولانا حسنین رضاخان صاحب، امین شریعت علامہ سبطین رضا خان، 1437ھ، تاج الشریعہ فاؤنڈیشن ڈاٹ کام
- مینارولایت، مولانا تحسین عالم بھاگل پوری، سوناپالی ضلع سمبلپور، اڑیسہ، ہند جولائی 2015
- تجلیات تاج الشریعہ، مولاناشاہدالقادری، رضااکیڈمی ممبئی، فروری 2009ء
- تجلیات قمر، سید محمد مبشر قادری، انجمن ضیاء طیبہ، کراچی، جون 2013ء
- تذکرہ مولانا سید وزارت رسول قادری، صاحبزادہ وجاہت رسول قادری، 1441ھ، ادارہ تحقیقات امام احمد رضاانٹر نیشنل کراچی، 2001ء
- تذکرہ شعرائے بریلی 1749ء تا 1949ء، ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب، اپلائڈ بکس، نئی دہلی، 2020ء
- تذکرہ نعت گویان بریلی، ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب، کلسر پرنٹنگ پریس، نئی دہلی، 1986ء
- ماہنامہ سنی دنیابریلی، تاج الاصفیا نمبر، جون جولائی 2014ء
- ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا صد سالہ منظر اسلام نمبر، قسط، اول، شمارہ 41، جلد 5 تا 7، مئی تا جولائی 2001ء،
- اخبار اہل فقہ، امر تسر، ہند، جولائی 1909ء
- ماہنامہ نوری کرن، جولائی 1960ء بریلی شریف ہند
- ماہنامہ معارف رضا کراچی دسمبر 2016ء۔ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹر نیشنل کراچی
- سہ ماہی امین شریعت، امین شریعت نمبر، امین شریعت اکیڈمی بریلی شریف ہند
- سالنامہ تجلیات رضا، صدرالعلما محدث بریلوی نمبر، 2007، صالح نگر، بریلی شریف ہند، باردوم سن اشاعت 2008

www.dawateislami.net

خواتین کے لئے

اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم

15 سو سالہ جشنِ ولادت کے موقع پر رسولِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی خواتین سے متعلق شفقت و رحمت بھری تعلیمات پر مشتمل ماہنامہ خواتین کا خصوصی شمارہ

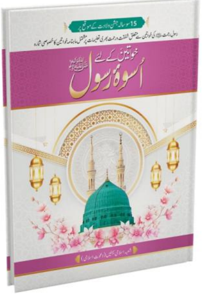

آج ہی مکتبۃ المدینہ سے حاصل کیجیے۔